ربانی حمایت و نگہبانی

سورہ اخلاص اور معوذتین کی روشنی میں

تالیف:

ڈاکٹر فاطمۃ عمر نصیف

تفصیلاتِ کتاب

* کتاب: ربانی حمایت ونگہبانی- سورہ اخلاص اور معوذتین کی روشنی میں

* تالیف: ڈاکٹر فاطمہ عمر نصیف

* ترجمہ: سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

* سن اشاعت: ۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء

* صفحات: ۹۶

❁ اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں ❁

مقدمہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، ہر قسم کی تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے، جس نے نبی کریم ﷺ پر قرآن کو پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر نازل فرمایا، آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر افضل ترین درودوسلام نازل ہو۔

تین سورتوں (الاخلاص، الفلق اور الناس) کی تلاوت کرنا زندگی کی ضروریات اور روزانہ کے ان واجبات میں سے ہے جن سے ہمیں کبھی غفلت نہیں برتنا چاہئے، ہر قسم کی برائی اور تمام طرح کے بدکاروں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان سورتوں کو تین تین دفعہ پڑھنا چاہئے، جیسا کہ نبی مصطفی ﷺ کی سنت ہے، اللہ کے ان کلمات اور آیات کی تلاوت کے ذریعہ ہم محفوظ رہتے اور اللہ کی حمایت ونگہبانی میں داخل ہو جاتے ہیں، دور حاضر میں ان سورتوں کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے جب کہ لوگ بہت سے بڑے بڑے شرور وفتن سے دوچار ہیں، ان میں جادو اور حسد بھی شامل ہیں، ان شرور وفتن کا سبب ایمان کی کمزوری اور دین سے دوری ہے، جس کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا اور تقدیر الہی سے ناراضگی جنم لیتی ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں بطور خاص شر پسند حضرات جو دوسروں کو نقصان پہنچانے یا میاں بیوی کے مابین تفرقہ ڈالنے کے لئے جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے در کی خاک چھانتے اور ان کا سہارا لیتے ہیں، نہ تو اس گناہ عظیم کی پرواہ کرتے ہیں جس کا ارتکاب کر رہے ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں اس سزا کی فکر ہوتی ہے جو رب العالمین کی جانب سے ملنے والی ہے، کیوں کہ جادوگری کفر کی ایک شاخ اور گناہ کبیرہ ہے۔

جن بڑے اشرار و فتن سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچانے کے لئے ہمیں واجبی طور پر ان سورتوں کا اہتمام کرنا چاہیئے، ان میں ہر قسم کی ظاہری وباطنی بد کاریاں شامل ہیں، دیگر بے شمار اشرار و فتن بھی ان میں داخل ہیں جیسے ہر طرح کی بد فعلی، تشدد، منشیات، سڑک حادثے اور ہر وہ فتنہ جسے نہ تو ہم اپنی ذات سے ٹال سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے جگر پاروں کو ان سے محفوظ رکھ سکتے ہیں الا یہ کہ اللہ ہمیں ان فتنوں سے بچالے اور انہیں ہم سے دور کر دے۔

اسی لئے ہمیں سورہ اخلاص سے دعا کا آغاز کرنا چاہیئے جو کہ توحید کو اللہ رب العالمین کے لئے خالص کرنے کا اعلان ہے، اس کے بعد صبح کے رب کی پناہ طلب کرنی چاہیئے ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور لوگوں کے

پروردگار کی پناہ طلب کرنی چاہیئے شیطان کے شر سے جو کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

یہ ربانی تحفہ اور نبوی ہدایت ہے جو کہ روئے زمین کے مکینوں کے لئے عظیم ترین آسمانی ہدایت ہے، یہ محافظِ صحت غذاؤں کی مانند ہے، بلکہ ان تمام غذاؤں سے بھی بہتر اور افضل ہے، کیوں کہ انسان اس ہدایت کے ذریعہ اپنی اور اپنی اولاد کی بھی حفاظت کر سکتا ہے۔

حکمت ودانائی یہ نہیں کہ ہم مصیبت کے نازل ہونے کا انتظار کریں اور جب مصیبت آن پڑے تب اس کی دوا تلاش کریں، بلکہ پرہیز اور احتیاط، علاج سے بدرجہا بہتر ہے۔

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ہم دعا گو ہیں کہ ہمیں مزید علم سے نوازے۔

سورہ اخلاص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ٣
وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ٤﴾ [سورۃ الإخلاص:١-٤].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک ہی ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اس کی فضیلت:

امام احمد نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قل ھو اللہ أحد قرآن کی ایک تہائی حصہ کے برابر ہے)[1]۔

امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: " ایک صحابی نے ایک دوسرے صحابی کو دیکھا کہ وہ رات کو سورہ "قل ھو اللہ أحد" بار بار پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، گویا انہوں نے سمجھا کہ اس میں کوئی بڑا ثواب نہ ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[1] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے"[۲]۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

(ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر "قل هو الله أحد"، "قل أعوذ برب الفلق" اور "قل أعوذ برب الناس"، تینوں سورتیں مکمل پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دفعہ کرتے تھے)[۳]۔

امام بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز میں (تلاوت) قل ھو اللہ احد پر ختم کرتے تھے۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا

---

[۲] سنن النسائی:۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر:۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/۹۴، حدیث نمبر:۱۱۰۴

[۳] سنن النسائی:۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر:۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/۹۴، حدیث نمبر:۱۱۰۴

اس لیے کرتے تھے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے)[۴]۔

اس عظیم سورت کی فضیلت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ:(ایک انصاری شخص مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا۔ وہ جب بھی کوئی سورت (سورہ فاتحہ کے بعد) شروع کرتا تو پہلے "قل هو الله أحد" پڑھ لیتا۔ پھر کوئی دوسری سورہ پڑھتا۔ ہر رکعت میں اس کا یہی عمل تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سلسلے میں اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم پہلے یہ سورہ پڑھتے ہو اور صرف اسی کو کافی خیال نہیں کرتے بلکہ دوسری سورہ بھی (اس کے ساتھ) ضرور پڑھتے ہو۔ یا تو تمہیں صرف اسی کو پڑھنا چاہئے ورنہ اسے چھوڑ دینا چاہئے اور بجائے اس کے کوئی دوسری سورت پڑھنی چاہئے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا اب اگر تمہیں پسند ہے کہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں تو برابر پڑھتا رہوں گا ورنہ میں نماز پڑھانا چھوڑ دوں گا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ان سب سے افضل ہیں اس لیے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے علاوہ کوئی اور شخص نماز پڑھائے۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ان لوگوں نے آپ کو واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلا کر پوچھا کہ اے فلاں! تمہارے ساتھی جس طرح کہتے ہیں اس پر عمل کرنے سے تم کو کون سی رکاوٹ ہے اور ہر رکعت میں لازماً یہ سورہ پڑھنے کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! میں اس سورہ

---

[۴] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس سورہ کی محبت تمہیں جنت میں لے جائے گی)[۵]۔

اس کی اہمیت:

اس کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ سورہ عقیدہ کے اہم ترین ارکان پر مشتمل ہے، اللہ کی توحید، اس کی صفات کمال اور ہر قسم کے شریک وساجھی کی نفی اس سورت کے مضامین ہیں، اس کے اندر نصاری اور مشرکوں کی تردید کی گئی ہے۔اسی لئے اس سورت کو سورۃ التوحید سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اس لئے نازل ہوئیں تا کہ ہمارے لئے انسان وجنات کے شر اور وسوسہ ڈالنے والے اور پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے بچاؤ اور حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ثابت ہوں، ان دو سورتوں کے ساتھ ہی اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں سورۃ الاخلاص سے بھی نوازا جو الوہیت وربوبیت کے صفات پر مشتمل ہے،اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم پناہ اور حفاظت طلب کرتے وقت اللہ کے حضور ادب واحترام کا گلدستہ پیش کریں اور سب سے پہلے اس سورت کی تلاوت کریں ، اللہ رب العالمین کے ان عظیم صفات کو دہرائیں اور اللہ قوی واعلی سے مدد طلب کریں جو صاحب جلالت اور اکیلا وبے نیاز ہے۔

---

[۵] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴،کتاب الاستعاذۃ،باب الاستعاذۃ،حدیث نمبر:۷۸۴۱،یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں:سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴،حدیث نمبر:۱۱۰۴

اس کی وجہ تسمیہ:

اس سورت کو سورۃ الاخلاص سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور شرک وکفر اور نفاق سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہے۔ عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے حسب نسب پر فخر کیا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کہا کہ آپ اپنے رب کا حسب ونسب بیان کریں!

وہ کفر وگمراہی اور کبر وغرور میں اس قدر غلطاں ہوگئے کہ انہوں نے اس حقیقت کو بھی فراموش کردیا کہ اللہ نے انہیں حقیر پانی سے پیدا فرمایا ہے، اللہ فرماتا ہے:﴿أَلَمۡ نَخۡلُقكُّم مِّن مَّآءٖ مَّهِينٖ ۝٢٠﴾ [سورۃ المرسلات: ۲۰].

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی (منی) سے پیدا نہیں کیا؟

جب کافروں نے یہ مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم الٰہی سے سورہ اخلاص کے ذریعہ ان کی تردید کی۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو ملا تھا، نہ کہ خود اپنی طرف سے آپ نے ایسا کیا، اسی لئے اللہ نے فرمایا:﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾(آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک ہی ہے)۔ چنانچہ یہ ایسا حکم الٰہی ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے آپ ﷺ کے لئے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے نازل ہوا۔

اس کا سبب نزول:

سبب نزول کے تعلق سے ابو العالیہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ: (جب مشرکوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ: اپنے رب کا حسب نسب بیان کرو! تو اللہ نے ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ....﴾ نازل فرمایا)[٦]۔

اس سلسلے میں ایک روایت یہ بھی آئی ہے کہ یہود نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ: ہمیں اپنے معبود کی صفت بتائیں، اس پر اللہ تبارک وتعالی نے ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ....﴾ نازل فرمایا، آپ نے فرمایا یہی میرے رب کے اوصاف ہیں)[٧]۔

اللہ عزوجل کی وحدانیت:

﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾

﴿أَحَدٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جس کا کوئی نظیر، مثال اور ہمسر وبرابر نہ ہو۔

---

[٦] سنن النسائی: ۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[٧] سنن النسائی: ۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

کلمہ ﴿أَحَدٌ﴾ (واحد) سے زیادہ بلیغ ہے، کیوں کہ واحد کے ساتھ ممکن ہے کہ دو تین اور چار بھی شامل ہو جائیں، لیکن کلمہ ﴿أَحَدٌ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو سکتا، وہ یکتا ہے اس کے ہم مثل کوئی نہیں۔

جب یہ معانی ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو جائیں تو معوذتین پڑھنے سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ: ہم محسوس کر سکیں گے کہ ہم اس اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہیں جو واحد و یکتا، منفرد، بے نیاز اور عزت و جلال والا ہے۔ تمام لوگوں کا پالنہار، مالک و معبود اور تمام تر مخلوقات کا خالق ہے۔ تب ہمارے اندر ایمان کی کمزوری اور اللہ پر اعتماد و اعتقاد کی کمزوری نہیں پائی جائے گی۔

جب ہم ایسے دل سے ان معوذات کو دہرائیں گے جو دل اعتماد اور حسن توکل سے آباد ہو تو ہم اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت میں ہوں گے، اور جب تک ہم اس کی حفاظت میں ہوں گے ہمیں کوئی مخلوق ذرا بھی اذیت اور تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ جب ہم سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرنا شروع کریں تو پورے یقین اور اخلاص کے ساتھ کریں تاکہ ہماری دعا قبولیت سے سرفراز ہو سکے۔ جب ہم سورۃ الاخلاص کی تلاوت کریں، اس میں جس رب کی صفات بیان کی گئی ہیں، اس سے آشنا ہو جائیں، جو کہ تمام لوگوں کا رب اور ہر مخلوق کا خالق ہے، تو اس آشنائی کے بعد ہمیں دلی اطمنان اور ذہنی سکون نصیب ہوگا۔

اس سورت میں لفظ جلالہ (اللہ) کا ذکر بار بار کیوں آیا ہے؟

ہم اپنی زندگی کے ہر موڑ پر خواہ خوش حالی ہو یا بد حالی، صرف ایک، یکتا اور بے نیاز اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اسی سے اپنی ضرورتیں طلب کرتے ہیں، اسی لئے اللہ نے اس سورہ میں اپنا

نام بار بار ذکر فرمایا ہے: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢﴾، کیوں کہ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے، لفظ جلالہ (اللہ) کا نہ کوئی نظیر ہے اور نہ ہی اس نام میں کوئی اللہ کا شریک ہو سکتا ہے، اپنے ہر کام کا آغاز ہمیں اللہ کے نام سے ہی کرنا چاہیئے، یہ نام قرآن کریم کی بیشتر آیات میں وارد ہوا ہے(۸)۔

ہم اللہ کو دیکھنے کی صلاحیت تو نہیں رکھتے، لیکن اس کی صفات، کائنات میں پھیلی ہوئی اس کی نشانیوں ... اللہ نے قرآن کریم میں اور نبی ﷺ نے اپنی احادیث میں رب تعالی کی جو صفات بیان فرمائی ہیں، ان کے ذریعہ ہم اللہ کی معرفت ضرور حاصل کر سکتے ہیں، وہی اللہ جس نے تمام مخلوقات اور پوشیدہ کائنات کو پیدا فرمایا، وہ دلوں کے راز اور ہماری نیتوں سے بھی آگاہ ہے، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اس کی رحمت اور حکمت ہر ایک مخلوق کو شامل ہے، اور اس کی پاک وبرتر ذات نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے... وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، روح کو اسی کی محبت سے سکون ملتا ہے، دلوں کو اسی کے ذکر سے اطمنان حاصل ہوتا ہے، ہماری عقلیں اسی کی معرفت سے پر سکون ہوتی ہیں، اور کوئی بھی چیز اس کی اجازت کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔

صرف اللہ سے ہی دعا ومناجات کرنا جو اپنے فیصلے میں منفرد ہے:

﴿ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ﴾

---

(۸) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

الصمد کے معنی ہوتے ہیں: سردار، بڑا، علم و حکمت والا، جو اپنے فیصلے میں منفرد ہو، اور مخلوقات اپنی دعاؤں، ضروریات اور مسائل کے لئے اس کی محتاج ہوں۔

کلمہ (الصمد) کے معنی ہوتے ہیں: بڑا، سردار اور وہ جو اپنے علم وحکمت میں کمال رکھتا ہو، اللہ کی ذات علیم، حکیم اور خبیر بھی ہے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ جو اپنے فیصلے میں تصرف کرنے پر قادر ہو، جس کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ ہوتا ہو، اسی کے لئے خاص ہے حاکم اور فیصل ہونا، اسی نے اس کائنات اور اس کے اندر موجود تمام مخلوقات کو وجود بخشا، آسمان وزمین اور ان کے اندر جو کچھ بھی ہے، وہ سب اسی کی ملکیت میں ہے۔

آسمان وزمین کی تمام مخلوقات اس کے حکم کی تابع ہیں، وہ آقا و مالک ہے جو اپنی مرضی سے حکومت کرتا ہے، سب کے سب اس کے غلام ہیں، تمام مخلوقات اس کے در کے گدائی ہیں، اسی سے التجاء کرتے اور اسی کی پناہ طلب کرتے ہیں، وہی ان کی حاجت روائی کرتا اور انہیں مصیبتوں سے بچاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق اسی سے التجاء کرتی ہے، حتی کہ کافر اور ملحد کو بھی جب کوئی آزمائش لاحق ہوتی ہے یا وہ کسی مصیبت کے شکار ہوتے ہیں تو اللہ ہی سے التجاء کرتے ہیں! اللہ نے اپنی معزز کتاب میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے: ﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾ [سورة العنكبوت: ٦٥].

ترجمہ: پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ السہیلی الاندلسی کہتے ہیں کہ (۹):

يا من يرى ما فى الضمير ويسمع	أنت المعد لكل ما يتوقع
يا من يرجى للشدائد كلها	يا من إليه المشتكى والمفزع
يا من خزائن رزقه فى قول كن	امنن فإن الخير عندك أجمع
مالي سوى فقري إليك وسيلة	فبالافتقار اليك فقري أدفع
مالي سوى قرعي لبابك حيلة	فلئن رددتني فأي باب أقرع
من ذا الذي أدعو وأهتف باسمه	إن كا فضلك عن فقيرك يمنع
حاشى لمجدك أن تقنط عاصيا	الفضل أجزل والمواهب أوسع

ترجمہ: اے وہ کہ جو دل کی دھڑکن کو بھی سنتا اور دیکھتا ہے، تو ہی ہر امید کو پوری کرتا ہے۔ اے وہ کہ جو پریشانیوں کے وقت مرکز امید ہوتا ہے، اے وہ کہ جس کے حضور دکھ درد اور خوف وبے قراری کی عرضی پیش کی جاتی ہے۔

---

(۹) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اے وہ کہ جس کے لفظ کن میں رزق کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ کرم فرما کہ ہر طرح کی خیر وبھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

میرا وسیلہ تو صرف یہی ہے کہ تیرے در سے اپنی محتاجگی وابستہ رکھوں۔ تجھ سے اپنی محتاجگی کو وابستہ رکھ کر اپنی فقیری کا علاج کرتا ہوں۔

میرے لئے تیرے در کے سوا کوئی اور در نہیں جس پر دستک دوں۔ اگر تونے اپنے در سے بھی بے در کر دیا تو میں کس در کو دستک دوں گا۔

اگر تو اپنے اس درماندہ ومحتاج کو فضل وکرم سے محروم کر دے تو میں کسے پکاروں گا اور کس کے نام کی دہائی دوں گا۔

تیرے کرم کو یہ زیبا نہیں کہ کسی گنہگار کو مایوس کر دے۔ تیرا فضل واحسان بڑا عظیم اور تیری نوازشیں بے پناہ ہیں۔

اللہ کی ذات سے اولاد کی نفی :

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾

ولادت، ذات الٰہی کی حقیقت میں ایک نقص اور کمی ہے، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر کی ذات ازل سے ثابت ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ اس پر اس طرح کی کوئی حالت گزرتی ہے جو ہم انسانوں پر گزرتی ہے۔ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی بیوی.. اللہ کے لئے اولاد کو ثابت کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اولاد کے اندر بھی الوہیت کے صفات

موجود ہوں جو کہ درست نہیں۔ اللہ سورۃ الاخلاص میں فرماتا ہے: ﴿لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ﴾ (نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا)۔

روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں ایک تہائی حصہ نصرانیوں کا ہے جو اللہ کی طرف اولاد کو منسوب کرتے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں، اللہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو... صحیح بخاری میں آیا ہے کہ: (تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے، مشرکین کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور انہیں روزی دیتا ہے)[۱۰]۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ (ابن آدم) کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں۔ بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر ہے۔)[۱۱]۔

---

[۱۰] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۱۱] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اس سلسلے میں اللہ تعالی اپنی معزز کتاب کے اندر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ
السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ
وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ
آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾﴾ [سورۃ مریم:۸۸-۹۵].

ترجمہ: ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے۔یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

یہ ایک نہایت ہی قبیح بات اور اللہ عزیز وبرتر کے ساتھ بے ادبی ہے، اللہ نے اس حقیقت کو اپنی مخلوق کے سامنے قرآن کریم میں دوسرے مقام پر یوں واضح فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا
بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾﴾ [سورة المؤمنون: ٩١].

ترجمہ: نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔

اللہ عزیز وبرتر کی وحدانیت کے دلائل:

ہر ایک چیز کے اندر وحدانیت کی دلیل موجود ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ لاکھوں سال سے یہ کائنات اور اس کا سارا نظام ایک ہی طریقہ سے چل رہا ہے...

- سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے۔
- رات کے بعد دن آتا ہے۔
- ستارے اپنے دائرے (فلک) کے اندر ایک نہایت ہی پختہ اور دقیق نظام کے تحت گردش کررہے ہیں۔
- پانی کے اندر بہنے کی خصوصیت بھی اپنی جگہ جوں کے توں برقرار ہے۔
- اسی طرح زمین کی قوت کشش۔
- سورج کی صفت یہ ہے کہ وہ حرارت اور روشنی بکھیرتا ہے۔

یہ اور ان جیسے بہت سے ایسے نظام کائنات جو بغیر کسی تبدیلی، ادنی سی کجی وکمی اور بلا کسی شش وپنج کے ہزاروں لاکھوں سالوں سے جاری وساری ہیں! اللہ فرماتا ہے:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ ﴾ [سورة الأنبياء:٢٦].

ترجمہ: (مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمن اولاد والا ہے (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔

نیز فرمایا: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۱۶-۱۱۷].

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین وآسمان کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے۔

کافر جب اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے اولاد ہونے کا دعوی کرتے ہیں، تو ان کا یہ عمل نہایت قبیح ہونے کے باوجود کفر سے بڑھ کر نہیں ہے، بلکہ مشہور مقولہ ہے کہ: (کفر سے بڑھ کر کوئی گناہ ہی نہیں!)، یہ کفار حق سے نابلد ہوتے ہیں۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ دور حاضر میں ہماری اولاد نصرانیوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے لگی ہیں، جس کے نتیجے میں ان کے اندر ذات الہی کے تئیں شک پیدا ہونے لگا ہے، وہ نصرانیوں کے دعوے اور ان کی باتیں دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں، بطور خاص ایسے ماحول میں یہ سنگینی اور بڑھ گئی ہے جب کہ ٹی وی چینلز وغیرہ کے ذریعہ دنیا کے مختلف سماج ومعاشرے باہم شیر وشکر ہو چکے ہیں، اور پوری دنیا ایک گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے... مسلمانوں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ ان نصرانیوں کو دین حنیف کی دعوت دیتے، ان کے سامنے وحدانیت کی حقیقت واضح کرتے

اور انہیں بتاتے کہ اللہ ایک، یکتا، منفرد اور بے نیاز ہے، جس سے نہ تو کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ سبحانہ وتعالی۔

فالق الحب والنوى جل شأ ... نه وضياء الدجى ونور السراة

قابض باسط معز مذل ... لم يزل مرغما أنوف الطغاة

شافع واسع حكيم عليم ... بالنوايا والغيب والخاطرات

خافض رافع سميع بصير ... لدبيب للنمل فوق الحصاة[۱۲] .

ترجمہ: بیج اور گٹھلی کو پھاڑ (کر دانے اور پھل پیدا) کرنے والا، اس کی شان کبریائی کا کیا پوچھنا، وہی تاریکی کو منور کرتا اور مسافروں کو روشنی بخشتا ہے، (کسی کی روزی) تنگ کر دیتا ہے (تو کسی کو) خوب نوازتا ہے، وہی عزت وذلت کا مالک ہے، سرکشوں کی ناک خاک آلود کر دیتا ہے، سفارش قبول کرتا ہے، کشادگی اور حکمت والا ہے، دلوں کے بھید، غیبی امور اور ذہن کے خیالات سے بھی آگاہ ہے، وہی پستی وبلندی سے ہمکنار کرتا ہے، سننے اور دیکھنے والا ہے، پہاڑوں پر بسنے والی چیونٹی کی رینگ بھی اس سے مخفی نہیں۔

اس کی ذات پاک ہے، اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں...

اللہ عزو جل کی ذات سے مشابہت اور مماثلت کی نفی:

﴿ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ﴾

---

[۱۲] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ہر طرح کا اخلاص اس چھوٹی سی سورت کے اندر جمع ہو گیا ہے: اللہ تعالی کے لئے اپنے افعال، اقوال اور عبادتوں کو خالص کرنا۔ یہ سورہ الوہیت اور عبودیت کو صرف ایک اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے، جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، نیز اللہ کی ذات سے تشبیہ وتمثیل کی نفی کرتی ہے، کیوں کہ اللہ وہ ہے (جس کا کوئی ہمسر نہیں) یعنی کوئی بھی اللہ کی نہ توبرابری کر سکتا ہے، نہ اس کے ہم مثل ہو سکتا ہے اور نہ اس کا شریک وساجھی ہے، اللہ وہ ہے (جس کے جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے)، چنانچہ اللہ کا کوئی ہمسر اور ہم مثل نہیں، نہ ہی حقیقی وجود میں، نہ فعل میں اور نہ ہی کسی صفت میں، یہ تمام معانی سورۃ الاخلاص کے صرف ایک کلمہ (احد) میں سمو دئے گئے ہیں، باقی سارے کلمات بطور تاکید اور تفصیل ذکر کئے گئے ہیں۔

نبی ﷺ فجر کی سنت سے اپنے دن کا آغاز کرتے ہوئے جو دو سورتیں اس نماز میں پڑھتے تھے وہ ہیں سورۃ (الکافرون) اور سورۃ (الاخلاص)۔ سورۃ الاخلاص کا تعلق سورۃ الکافرون سے اس طرح ہے کہ دونوں ہی سورتیں عقیدہ توحید کو ثابت کرتیں اور اللہ کے لئے ہر قسم کی مماثلت کی نفی کرتی ہیں۔ دونوں سورتیں عقیدہ توحید اور عقیدہ شرک کو واضح کرنے میں باہم یکساں ہیں)[۱۳]۔

---

[۱۳] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

سورة الفلق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ ۝١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِى ٱلْعُقَدِ ۝٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔ اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے (بھی)۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔

جادو اور نظر بد کو دور کرنے سے متعلق سورة الفلق کی فضیلت:

یہ دونوں معوذتین (الفلق اور الناس) اتنی عظیم سورتیں ہیں کہ کوئی بندہ مسلم ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، جادو، نظر بد اور تمام طرح کے شروں کو دور کرنے میں ان کی خاص تاثیر ہے۔

اس زمانے میں لوگ مختلف قسم کے بہت سے شرور و فتن سے دوچار ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے کہ جادوگر اور شعبدہ باز ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، بہت سے حضرات ان سے اپنے مسائل کا علاج طلب کرتے ہیں، بلکہ کچھ لوگ تو اس لئے ان کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اپنے

مسلمان بھائی کو نقصان سے دوچار کریں یا میاں بیوی کے درمیان تفرقہ پیدا کردیں! ایسے لوگ اپنے کئے کے وبال اور اس پر مرتب ہونے والے بھیانک گناہ اور سنگین سزا سے لا پرواہ ہوتے ہیں، کیوں کہ جادو کفر کی ایک شاخ ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ہاروت اور ماروت کے بارے میں فرمایا کہ:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ [سورة البقرة:۱۰۲].

ترجمہ: وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہوئی شریعت کا انکار کیا)[۱۴]۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾﴾ [سورۃ النساء:۴۸].

---

[۱۴] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتاہے اور جو اللہ تعالی کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

بسااوقات یہ جادوگر دوسرے ممالک میں جاکر جادو اور نشرہ کا عمل کرتے ہیں، جادوگروں کے زعم کے مطابق نشرہ یہ ہے کہ جادو کے ذریعہ جادو کو دور کیا جائے[۱۵]۔

لوگوں کے مابین جادو اور شعبدہ بازی کا عمل کس حد تک عام ہو چکا ہے، اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اخبارات میں جب بحر احمر کے ساحل کی صفائی کی رپورٹ پیش کی گئی تو اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ غوطہ خوروں نے بڑی تعداد میں سمندر سے جادو، ٹونہ اور تعویذ برآمد کئے جنہیں سمندر میں اس لئے پھینکا گیا تھا تاکہ وہاں تک کسی کی رسائی نہ ہوسکے۔ اس سے یہ آشکار ہو جاتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان کی کمزوری کس طرح گھر کر چکی ہے اور لوگوں میں جہالت کس قدر عام ہو چکی ہے کہ وہ جادوگری کرنے اور جادوگروں کا سہارا لینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نبی مصطفی ﷺ کی اس حدیث سے نا آشنا ہوتے ہیں جسے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے بدفالی لی یا جس کے لئے بدفالی لی گئی، یا جس نے کہانت کی یا جس کے لئے کہانت کی گئی، یا جس نے جادو

---

[۱۵] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا، جس نے گرہ لگائی اور کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا"[۱۶]۔

کچھ لوگ اپنے اس عمل کے لئے دلیلیں اور اس کو جائز ٹھہرانے کے بہانے بھی پیش کرنے لگتے ہیں کہ ہمارا ارادہ کسی کو تکلیف پہنچانے کا نہیں ہوتا بلکہ ہم تو دو انسانوں کے درمیان محبت پیدا کرنے والا عمل کرتے ہیں، اس عمل کو عقیدہ کی کتابوں میں "تولہ"[۱۷] سے موسوم کیا گیا ہے۔ یا ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ (ہم تو جادو کو دور کرنا چاہتے ہیں) (یا چوری کا حادثہ رونما ہونے پر چور کا پتہ لگانے کے لئے وہ عمل کرتے ہیں جسے تحییرہ کہا جاتا ہے)۔ یہ تمام اعمال ان کبیرہ گناہوں میں سے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

بہت سے حضرات اس حقیقت سے غافل ہیں کہ جادو اور جادو گر کا سہارا لینا کبیرہ گناہ بلکہ ان سات ہلاکت خیز معاصی میں سے ہے جن کا ذکر بطور خاص نبی ﷺ نے کیا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: " سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں بچتے رہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ

---

[۱۶] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۱۷] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا"[۱۸]۔

اس عمل پر یہ شدید وعید آئی ہے کہ ایسا کرنے والا ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾ ﴾ [سورة النساء:٤٨].

ترجمہ: یقینا اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالی کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اس قدر شدید وعید کے باوجود انسان خود کو اس ہولناک انجام سے کیوں دوچار کرتا ہے، وہ بھی محض دنیا کے معمولی فائدے کے لئے جو کبھی تو اسے مل جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بھی نہیں ملتا!

جادو اور جادوگر کا سہارا لینے کی وجہ:

ان دنوں لوگوں کے اندر ہمیں جو بے راہ روی نظر آرہی ہے کہ وہ جادو اور جادوگر پر زیادہ اعتماد کرنے لگے ہیں، اس کی وجہ ایمان کی کمزوری ہے جو حسد اور تقدیر الہی پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ دینی جذبہ کی کمی کے ساتھ دینی امور سے ناواقفیت اور

---

[۱۸] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

شرعی احکام سے ناآشنائی بھی اس میں اپنا کردار ادا کرتی ہے، جس کے نتیجے میں سنگین قسم کے خلافِ شریعت اعمال رواج پانے لگتے ہیں، جیسے کہ جادوگری جیسا سنگین کام جو دین اور عقیدہ کے لئے نہایت خطرناک ہے اور اس سے شرور وفتن اور فساد وبگاڑ کو رواج ملتا ہے۔

اس کا علاج کیا ہے؟

ایسے حالات میں یہ نہایت ضروری ہے کہ ان شرور وفتن کا مقابلہ کرنے اور خود کو ان سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم معوذتین کی تلاوت کیا کریں اور ان کے ذریعہ تحفظ حاصل کریں۔افسوسناک بات یہ ہے کہ اس آزمائش کے شکار صرف عوام اور جاہل لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ کچھ تعلیم یافتہ اور مہذب حضرات بھی اس کے دام میں آچکے ہیں، اس لئے لوگوں میں یہ بیداری پیدا کرنا نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ ہمارے عقیدہ کے لئے یہ عمل کس قدر سنگین ہے، ان شرور وفتن کو انجام دینے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے، دین اور سماج کی حفاظت کے لئے ان کی قلعی کھولی جائے اور انہیں سامنے لایا جائے۔

لوگوں کو تحفظ کی ضرورت:

ابن القیم نے ذکر کیا ہے کہ بندہ کو جتنی ضرورت کھانے پینے اور سانس لینے کی ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ اسے ان دوسورتوں کی ضرورت ہے۔

اس لئے ان دوسورتوں کے ذریعہ اپنی حفاظت کرنا اور اس ربانی نگہبانی کا دامن تھامے رہنا نہایت ضروری ہے جس سے اللہ نے اس امت کو سرفراز فرمایا ہے، ان سورتوں کی فضیلت صحیح مسلم میں یوں وارد ہوئی ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیتیں اتری ہیں کہ ان کے مثل

کبھی نہیں دیکھیں اور وہ "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ہیں۔"[١٩]۔

ایک دوسری روایت میں عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ:(میں جحفہ اور ابواء کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ اسی دوران اچانک ہمیں تیز آندھی اور شدید تاریکی نے ڈھانپ لیا تو رسول اللہ ﷺ " قل أعوذ برب الفلق "اور " قل أعوذ برب الناس" پڑھنے لگے، آپ ﷺ فرمارہے تھے :اے عقبہ! تم بھی ان دونوں کو پڑھ کر پناہ مانگو، اس لیے کہ ان جیسی سورتوں کے ذریعہ پناہ مانگنے والے کی طرح کسی پناہ مانگنے والے نے پناہ نہیں مانگی۔ عقبہ کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو سنا آپ انہیں دونوں کے ذریعہ ہماری امامت فرمارہے تھے)[٢٠]۔

یہ دونوں سورتیں بیماریوں کا دفاع کرنے والی انجکشن کی طرح ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے اور اپنے اہل خانہ اور اولاد کے حفظان صحت کا سامان کرتا ہے، چنانچہ حکمت کا تقاضہ یہ نہیں کہ ہم مصیبت آنے کا انتظار کریں، اس کے بعد اس کا علاج تلاشتے پھریں، احتیاط کرنا علاج کرنے سے بہتر ہے۔ کیوں کہ علاج ہمیشہ کارگر ثابت نہیں ہوتا، بسا اوقات وہ ناکام

---

[١٩] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[٢٠] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ کا عطا کردہ یہ ربانی نسخہ ہے جسے ہمہ وقت اور ہر حال میں لازم پکڑنا چاہئے اور اپنے متعلقین کو اس کی تعلیم بھی دینی چاہئے تاکہ یہ بھلائی بڑے پیمانے پر پھیل سکے۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے تئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب:

نبی ﷺ کا یہ طریقہ کار اور ادب تھا کہ جب ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرتے تو ان کے ساتھ سورۃ الاخلاص بھی پڑھتے، کیوں کہ یہ سورت پاک وبرتر خالق کی تعظیم اور حمد وثناء پر مشتمل ہے: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: پڑھو، میں نے کہا: کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: پڑھو " قل ھو اللہ أحد"، " قل أعوذ برب الفلق"، " قل أعوذ برب الناس " پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھا اور فرمایا: لوگ ان جیسی کسی اور چیز کے ذریعہ پناہ نہیں مانگتے"[21]۔

نبی ﷺ پابندی کے ساتھ ان تین سورتوں کا زندگی بھر اہتمام کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

نبی ﷺ جب ان سورتوں کا اس قدر اہتمام کیا کرتے تھے جب کہ اللہ نے آپ کو یہ خصوصیت بخشی تھی کہ: ﴿وَٱللَّهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِۗ﴾ (آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے

---

[21] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

بچالے گا) توہمیں اور آپ کو بدرجہ اولی پابندی کے ساتھ ان سورتوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی ان کی تعلیم دینی چاہئے۔ کیوں کہ جب بچہ یہ سیکھتا ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت اسے تحفظ فراہم کرتی ہے اور اس کے بعد کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاسکتی تو اس کے اندر اللہ پر بھروسہ پیدا ہوتا ہے اور برائی سے مقابلہ کرنے کی نفسیاتی دلیری جنم لیتی ہے اور ایسی نامعلوم چیز کا خوف اس کے دل میں باقی نہیں رہتا ہے جس کے دباؤ میں آکر کچھ لوگ نفسیاتی امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔

یہ سورتیں صرف جادو اور جادو گروں سے ہی ہماری حفاظت نہیں کرتیں بلکہ ہر قسم کے شر ور وفتن اور مصائب وآلام سے ہمیں تحفظ فراہم کرتی ہیں جیسے نظر بد، شیطان، شر پسند مجرمین، منشیات اور بدکاری کو رواج دینے والے عناصر۔ ہم ہمہ وقت اپنے بچوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے کہ انہیں ان تمام فتنوں سے بچاسکیں جو اس زمانے میں مختلف رنگ وروپ میں ظاہر ہو رہے ہیں اور ہر چہار جانب سے انسان کو اپنے گھیرے میں لے رکھے ہیں! لیکن ہم اتنا تو ضرور کر سکتے ہیں کہ انہیں ان سورتوں کی تعلیم دیں اور ان کے ذریعہ انہیں تحفظ فراہم کریں تاکہ وہ رحمن کی حفاظت ونگرانی میں رہیں اور ہم اور ہمارے بچے یکساں اطمنان محسوس کر سکیں۔ اس طرح ہم ان کی حفاظت ونگہبانی کی ذمہ داری اس ذات کو سونپ دیں گے جو لوگوں کا رب، لوگوں کا بادشاہ، لوگوں کا معبود ہے، جو زندہ ہے اور اسے موت نہیں آتی، جسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ وہ سوتا ہے (پاک ہے وہ ذات اس کی شان کبریائی کا کیا کہنا)۔ جب اس سورت کی یہ اہمیت وفضیلت ہے تو ان عظیم معانی کو سمجھنا بھی ضروری ہے جن سے اللہ نے اپنی ذات کو اس سورت کے اندر موصوف کیا ہے۔

صبح کے رب کی پناہ طلب کرنا:

﴿قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلۡفَلَقِ﴾

أعوذ، عیاذ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہوتے ہیں: خوفناک چیز کے ڈر سے بھاگ کر آپ اس ذات کی طرف جائیں جو اس سے آپ کو محفوظ رکھ سکے، اسی لئے جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے وہ معاذ کہلاتا ہے، جس کے معنی ہوتے ہیں حفاظت اور پناہ کی جگہ، پناہ طلب کرنے والا اپنے رب سے حفاظت اور نگہبانی طلب کرتا ہے، اور اللہ اسے ہر اس چیز سے اپنی پناہ میں رکھتا ہے جس سے وہ خوف کھاتا ہے۔

- اس بنا پر أعوذ کے معنی ہوئے: میں پناہ، تحفظ اور نگہبانی طلب کرتا ہوں۔پناہ طلب کرنے والا جان لیوا دشمن سے بھاگ کر اپنے رب، خالق اور اس مالک کی پناہ لیتا ہے جو اس کائنات میں اپنی مشیت سے جو چاہے تصرف کرتا ہے، جو ہر ایک چیز پر قادر ہے، پناہ طلب کرنے والا اسی ذات کی طرف بھاگتا ہے اور اس کی پناہ میں آکر خود کو اس کے سپرد کر دیتا ہے۔

سورہ کا آغاز ڈائرکٹ لفظ (أعوذ) سے کرنے کی بجائے لفظ (قل) سے کیوں کیا گیا ہے؟

یہاں اس اہم نقطہ کی وضاحت ضروری ہے کہ سورہ کا آغاز لفظِ (قل) سے اس لئے کیا گیاہے تاکہ ہمارے سامنے یہ واضح ہو جائے کہ یہ کلام اور پناہ طلب کرنے کا یہ نسخہ اللہ کی جانب سے ہے اور اُس کلام الہی کا حصہ ہے جس کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ہدایت دیتا ہے، یہ کلام اللہ کی وحی ہے جسے علم وحکمت والے باخبر ذات نے نازل فرمایا ہے، وہ اپنی

مخلوق سے باخبر ہے اور کائنات اور مخلوقات کے اندر پائے جانے والے شر ور وفتن سے بھی آگاہ ہے، رسول ﷺ کا کام تو یہ تھا کہ وہ اپنے رب کا پیغام دنیاوالوں تک پہنچادیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: (مجھ سے یوں کہا گیا کہ ایسا کہیے اور میں نے کہا)[۲۲]۔

یعنی: (میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ میں تو مبلغ ہوں، وہی کہتا ہوں جو مجھ سے کہا جاتا ہے، اوراپنے رب کا کلام اسی طرح پیش کرتا ہوں جس طرح مجھ پر نازل کیا جاتا ہے) ۔ معلوم ہوا کہ بندہ کو پناہ اور تحفظ صرف رب الفلق سے طلب کرنا چاہئے۔

فلق کا معنی:

فلق کے معنی: صبح کے ہوتے ہیں جو کہ نور اور سرور کا سرچشمہ ہے، اس سرچشمہ کے ذریعہ اللہ تعالی ظلمت وتاریکی اور شر ور وفتن کے پردے چاک کرتا ہے، گویا نور اس لئے آتا ہے تاکہ اس تاریکی پر پردہ ڈال دے جو کہ نامعلوم شر ور وفتن کا سرچشمہ ہے۔

فلق کا ایک معنی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ: ہر وہ چیز جس کو اللہ تعالی کسی اور چیز سے شق کرکے وجود میں لاتا ہے، جیسے زمین شق ہوتی ہے تو پودے نکلتے ہیں، پہاڑ شق ہوتا ہے تو چشمہ نکلتا ہے، بادل پھٹتا ہے تو بارش ہوتی ہے، شکم چاک ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہوتا ہے ، دانہ اور گٹھلی

---

(۲۲) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

وغیرہ کی بھی یہی صورت حال ہے[۲۳]۔ تمام مخلوقات خلیے (CELLS) کے پھٹنے اور منقسم ہونے سے وجود میں آتی ہیں۔ تقسیم ہو کر آپس میں اس طرح بٹ جانا ایسا عمل ہے جو ہر ایک مخلوق کے ساتھ پیش آتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں وارد ہوا ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ فَالِقُ ٱلْحَبِّ وَٱلنَّوَىٰ ۖ يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ ٱلْمَيِّتِ مِنَ ٱلْحَىِّ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾﴾ [سورۃ الأنعام:۹۵].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی دانہ اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے، وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے، اور وہ بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے۔ اللہ تعالی یہ ہے، سو تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو۔

نیز یہ کہ: ﴿فَالِقُ ٱلْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ ٱلَّيْلَ سَكَنًا﴾ [سورۃ الأنعام:۹۶].

ترجمہ: وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے۔

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مخلوقات کی زندگیاں کس طرح وجود میں آتی ہیں۔

رب الفلق کی پناہ طلب کرنے کا مطلب ہے کہ ان تمام مخلوقات سے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے جنہیں اللہ عزوجل نے تخلیق بخشا، جو زمین کے اندر سے یا خلیے کے پھٹنے سے وجود

---

[۲۳] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

میں آئیں۔یہی وجہ ہے کہ (مومن کو) گھبرانے اور خوف کھانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیوں کہ تمام تر مخلوقات رب الفلق کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

معوذات پڑھتے وقت بہت سے لوگوں کو جس پریشانی کا سامنا ہوتا ہے:

بہت سارے لوگوں کو یہ پریشانی ہے کہ وہ خوف کی حالت میں معوذات کی تلاوت کرتے ہیں، نہ تو سمجھ کر انہیں پڑھتے ہیں اور نہ ہی ان کے اندر ان سورتوں کے تئیں بھروسہ اور اعتماد ہوتا ہے، ان کے دل میں ایک شکستہ خوف ہوتا ہے جو ماحول یا خاندان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے: بد نظری کا خوف.. جادو کا خوف.. بیماری کا خوف.. ایسی حالت میں جب انہیں اس ربانی نسخہ کی یاددہانی کرائی جاتی ہے تو وہ خوف وہراس کے ساتھ اسے دہرا لیتے ہیں، لیکن ان کے دل میں یہ اعتقاد باقی رہتا ہے کہ بد نظری، جادو اور بیماری جیسے عناصر کے اثرات مضبوط ہیں۔ اسی طرح وہ نشو ونما پاتے ہیں اور ان کے دل کی گہرائیوں میں یہ خوف اپنا گھر بناتا رہتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ ان معوذات کو پڑھتے تو ضرور ہیں لیکن انہیں فائدہ نہیں پہنچتا۔ اگر وہ دوررس نگاہ اور ایمان کی دولت سے لیس دل کے ساتھ غور وفکر کرتے تو انہیں یہ یقین کامل حاصل ہو جاتا کہ ایمان وقرآن کی روشنی اور آسمان وزمین کے رب اور تمام تر کائنات اور مخلوقات کے خالق کے نازل کردہ نسخہ ورہنمائی سے زیادہ کوئی چیز مضبوط اور اثر انگیز نہیں ہو سکتی۔ یقین پیدا کرنے کے لئے ہمیں اس ذات پر توکل کرنا پڑے گا جو دونوں جہانوں کا رب ہے، اس کلام پر اعتماد کرنا پڑے گا جو تمام مخلوقوں کے خالق کا کلام ہے، اگر یہ یقین اور اعتماد پیدا ہو جائے کہ آپ نے لوگوں کے رب، صبح کے رب اور تمام کائنات کے رب کی پناہ طلب کی ہے... اس رب کی پناہ طلب کی ہے جو زبردست، طاقت ور، قوت

اور قہر والا ہے.. جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کی ملکیت اور آسمان وزمین کے خزانے ہیں، اس کے بعد بھلا خوف کس چیز کا جب کہ آپ نے قوی وجبار کی پناہ طلب کرلی؟!

صحیح فائدہ کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

صحیح فائدہ حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ معوذات پڑھتے وقت اللہ رب العالمین پر ہمارا اعتماد اور یقین ہو، اس دنیا میں انسان کو خواہ جتنی بھی قوت حاصل ہو جائے پھر بھی ا س کی کمزوری نہیں جاتی بلکہ وہ اپنے رب کی حفاظت ونگہبانی کا محتاج ہوتا ہے۔ اللہ پاک وبرتر نے ہمیں بے کار نہیں چھوڑا بلکہ ہماری خاطر رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان کے اوپر ایک کتاب نازل فرمایا تاکہ ہمیں دین کی تعلیم دیں اور دنیا وآخرت کی بھلائی سے آگاہ فرمائیں، ان حقائق سے واقف ہونے کے بعد کیا یہ عقل مندی ہوگی کہ ہم ان تمام چیزوں سے منہ موڑ کر کسی اور علاج اور حل کی تلاش میں لگ جائیں؟!

میر امشاہدہ یہ ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو بچپن میں لاحق ہونے والی بیماریوں سے جسمانی تحفظ فراہم کرنے کے لئے وقت متعینہ پر مدافع امراض انجکشن دلانے کا خوب اہتمام کرتی ہیں، جیسے تین ماہی انجکشن، ریڑھ کا بخار (spine fever) وغیرہ کا انجکشن۔ لیکن یہ مائیں کلی طور پر نفسیاتی بیماریوں -اگر یہ تعبیر صحیح ہے تو- سے غافل رہتی ہیں جن کے شکار اکثر ہی لوگ ہوجایا کرتے ہیں، اور جن کے سنگین اثرات آئے دن ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں، جن کا علاج پیش کرنے سے جدید طب بھی عاجز ہے۔ اللہ عزوجل نے ہمارے اوپر مہربانی کرتے ہوئے ہمیں ایسے محافظِ صحت علاج کی رہنمائی فرمائی ہے جو نفسیاتی امراض کے ساتھ

جسمانی بیماریوں اور ہر قسم کے آفات سے بھی ہماری حفاظت کرتا ہے، وہ ہے معوذات، جو بندہ کے لئے تمام طرح کے انجکشن اور دوائی سے زیادہ ضروری اور اہم ہیں۔

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ان معوذات کے علاوہ بہت سی جامع ومانع دعائیں بھی سکھائی ہیں تاکہ ہم ان کے ذریعہ اپنے تحفظ کا سامان کرسکیں، مثال کے طور پر یہاں چند دعائیں ذکر کی جارہی ہیں:

أ- "اللهم فاطرَ السمواتِ والأرضِ عالمَ الغيبِ والشهادةِ لا إله إلا أنت ربَّ كلِّ شيءٍ ومليكه أعوذُ بك من شرِّ نفسي ومن شرِّ الشيطان وشركِه وأن أقترفَ على نفسي سوءًا أو أجرَّه إلى مسلمٍ"[۲۴]۔

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، کھلی ہوئی اور پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے، کوئی معبود برحق نہیں ہے سوائے تیرے، تو ہر چیز کا رب (پالنے والا) اور اس کا بادشاہ ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر اور اس کے جال اور پھندوں سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے آپ کے خلاف کوئی گناہ کر بیٹھوں، یا اس گناہ میں کسی مسلمان کو ملوث کردوں۔

یہ ایسی دعا ہے جو برائی کے تمام سرچشموں سے پناہ طلبی پر مشتمل ہے۔

---

[۲۴] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر:۱۱۰۴

ہمیں اللہ عزوجل نے اس دعا کے ذریعہ یہ تعلیم دی ہے کہ کس طرح ہم برائی کے تمام سرچشموں سے مختصر الفاظ میں اللہ کی پناہ طلب کریں...یہ تعلیم ہے علی الاطلاق ہر مخلوق کے شر سے اجمالی طور پر صبح کے رب کی پناہ طلب کرنے کی...یہ تعلیم ہے صبح کے رب کی پناہ طلب کرنے کی جو اس نور کا سرچشمہ ہے جس سے ہر ایک چیز کی تاریکی چھٹ جاتی ہے...اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صبح کے رب اور اس نور کے رب کی پناہ طلب کرنے کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے، جو نور تاریکی کے لشکروں، شرپسندوں اور فسادیوں کے شروفتن کو بے پردہ کردیتا ہے، جو رات کی تاریکی میں اپنے شروفتن کی سازشیں رچتے ہیں...یہ تعلیم ہے مخلوق کے پالنہار کی پناہ طلب کرنے کی تاکہ وہ اپنے بندے کو مخلوقوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اسی طرح نبی ﷺ کی یہ دعا بھی ہے:

ب–"أعوذُ بنورِ وجهِكَ الكريم الذي أضاءت له السموات والأرضُ وأشرقت له الظلماتُ وصلُح عليه أمرُ الدنيا والآخرة أن تحل علي غضبك أو تنزل علي سخطَك ولک العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة إلا بک"[۲۵]۔

---

(۲۵) سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ترجمہ: تیرے وجہ مکرم کے اس نور کی پناہ طلب کرتے ہیں جس کی چمک سے آسمان وزمین روشن ہوگئے، جس کی روشنی سے تمام تاریکیاں چھٹ گئیں اور دنیاوآخرت کے معاملات درست ہوگئے، اس بات سے (پناہ طلب کرتے ہیں) کہ میرے اوپر تو اپنا غضب یاناراضگی نازل کر، ہم اس وقت تک اپنے گناہوں کے معترف اور تیری رضا کے جویا رہیں گے جب تک کہ تو ہم سے راضی نہ ہوجائے، برائی سے باز رہنے اور نیکی کے کام کرنے کی طاقت و قوت صرف تیری توفیق ہی سے ملتی ہے۔

ج-"أعوذ بكلماتِ اللهِ التاماتِ من شرِّ ما خلَق"(۲۶)۔

یعنی: میں اللہ کے مکمل کلموں کے ذریعہ اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے پناہ طلب کرنا جب اس کی تاریکی پھیل جائے:

﴿ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴾

غاسق کے معنی ہوتے ہیں: نہایت اندھیری رات، (إذا وقب) کے معنی ہیں: جب ہر ایک چیز میں داخل ہوجائے اور ہر ایک چیز کو ڈھانپ لے۔ اس آیت سے مراد رات اور اس کی تاریکی ہے۔

---

(۲۶) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

رات کے وقت شرور وفتن کا پھیلنا:

رات تاریکی کا وقت ہے، اس میں انسان اور جنات کے شیاطین اپنے پر پھیلاتے اور ہر وہ کام کرتے ہیں جو وہ دن میں نہیں کرپاتے ہیں، برائی کا تانہ بانہ عام طور پر رات میں ہی بنا جاتا ہے، رات ہی وہ وقت اور جگہ ہے جس میں برائیاں اور بدکاریاں بڑھ جاتی ہیں، کہتے ہیں کہ: (فلان بيّتَ شرًّا بليلٍ) یعنی اس نے رات کے اندھیرے میں یہ سازش رچی۔

جنات اور شیطان رات کے وقت ہر جگہ پھیل جاتے ہیں بطور خاص مغرب کے فورا بعد جب کہ تاریکی اپنے پر پھیلانا شروع کرتی ہے۔

رات کے شرور وفتن سے محفوظ رہنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ورہنمائیاں:

- نبی ﷺ نے ہمیں ایک اہم بات کی رہنمائی فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب سورج ڈوب جائے تو اپنے جانوروں اور بچوں کو نہ چھوڑو یہاں تک کہ رات کی ابتدائی سیاہی چلی جائے، کیونکہ شیاطین سورج ڈوبنے کے بعد فساد مچاتے ہیں یہاں تک کہ رات کی ابتدائی سیاہی چلی جائے"[۲۷]۔
- ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: "رات کا اندھیرا شروع ہونے پر یا رات شروع ہونے پر اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لو، کیونکہ شیاطین

---

[۲۷] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اسی وقت منتشر ہونے لگتے ہیں۔ پھر جب عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو "[۲۸]۔

- ایک روایت یہ بھی ہے کہ:"اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک رکھو، یہاں تک کہ رات کا ابتدائی پہر گزر نہ جائے"[۲۹]۔

یہ وضاحت آپ ﷺ نے اس لئے فرمائی تا کہ ہم اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے سماج میں لوگ اپنے بچوں کو اس منع کردہ وقت کے دوران بھی سڑکوں پر، گلیوں میں، کھلے میدان اور صحرا کے اندر کھیل کود کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں، یا اس وقت انہیں گھر سے نکلنے کی آزادی دیتے ہیں اور نبی ﷺ کی اس رہنمائی کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ پھر اس کے بعد جب حادثات اور مصیبتوں کا سامنا ہوتا ہے تو اسباب کی چھان بین کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور بسا اوقات انہیں کوئی ایسا سبب نہیں نظر آتا جو ان کی نظر میں قابل فہم ہو! اللہ عزوجل جس نے جنوں اور شیطانوں کو پیدا فرمایا، وہ اس بات سے باخبر ہے کہ وہ کس وقت نکلتے ہیں۔ دن کے وقت اجالا ہوتا ہے ،اور شیطان تاریکیوں اور تاریک مقامات میں اپنا غلبہ جماتا ہے۔

---

(۲۸) سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

(۲۹) سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

سورۃ الناس کے اندر اللہ پاک نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم کیسے جن وانس کے شیاطین سے پناہ طلب کریں، اپنے اس فرمان کے ذریعہ یہ تعلیم دی ہے: ﴿مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ﴾ انسان میں سے جو شیطان ہوتے ہیں وہ رات کی تاریکی میں اپنی بداعمالیوں کا منصوبہ بناتے اور سازشیں رچتے ہیں، اسی طرح ہر قسم کی بداعمالیوں اور برائیوں کا آغاز اکثر رات ہی میں ہوا کرتا ہے، جیسے شراب وکباب، رقص وسرود اور شب باشی کی محفلیں، پورے عالم میں اس طرح کی بزم رات ہی کے وقت سجا کرتی ہیں۔

اس لئے جب ہم یہ دعا پڑھتے ہیں: ﴿وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ تو ہم اس کے ذریعہ رات سے اور ان شرور وفتن سے پناہ طلب کر رہے ہوتے ہیں جو صرف رات ہی کے وقت رونما ہوا کرتے ہیں۔

- نبی ﷺ نے اپنی حدیث میں ہمیں یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ جب تاریکی چھانے لگے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رات میں سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو، مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔ اگرچہ ایک لکڑی سے ہی ہو"[۳۰]۔

---

[۳۰] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رات کا سناٹا چھا جائے تو تم بات چیت میں مت لگے رہو، کیوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اپنی کونسی مخلوق کو منتشر کر رہا ہے، دروازے بند کر لیا کرو، مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو، کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو، اور چراغ بجھا دیا کرو"[۴۱]۔

ان تمام رہنمائیوں میں ہمارے لئے حفاظت ونگہبانی کا سامان موجود ہے، جب ہم اس سے روگردانی کرتے یا بے اعتنائی برتتے ہیں تو ہم اذیت اور تکلیف کے گھیرے میں آجاتے ہیں۔ حدیث کے اندر چار ایسی چیزوں کی رہنمائی کی گئی ہے کہ اگر ہم ان کے پابند رہیں تو شیطان ہم پر اپنا تسلط نہیں جما سکتا: سونے کے وقت دروازے بند کرنا، شعلے اور انگارے کو بجھا دینا خواہ اس کی لو مدھم ہی کیوں نہ ہو، تاکہ آگ لگنے کا حادثہ نہ پیش آئے، کچھ لوگ مدھم آنچ پر پوری رات کھانا چھوڑے رہتے ہیں تاکہ ایک خاص طریقہ سے کھانا تیار ہوسکے، جب کہ یہ ایک پر خطر کام ہے، بہت کم ہی لوگ اس کی سنگینی سے متنبہ ہوتے ہیں۔ تیسرا عمل ہے: کھلے ہوئے برتنوں کو ڈھکنا خواہ پیالہ اور کپ جیسا ایک ہی برتن کیوں نہ ہو۔

---

[۴۱] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائیوں پر اعتراض کرنے والوں کی تردید:

اگر کوئی انسان نبی ﷺ کی رہنمائیوں پر اعتراض کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرے کہ اس کا گھر پاک صاف ہے، اس میں کیڑے مکوڑے نہیں پائے جاتے تو ان احتیاطی تدابیر کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالی نے بعض مخلوقات کو ہماری نظروں سے اوجھل رکھا ہے، انہیں ہم روشنی میں بھی نہیں دیکھ پاتے، جیسے جنات اور شیطان۔ دوسری بات یہ کہ رات بھر میں جو کچھ ہوتا ہے اور رات کے وقت جو کیڑے مکوڑے (روئے زمین پر) پھیل جاتے ہیں، ہم انہیں اپنی کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے جیسے بیکٹیریا اور وائرس۔ نیز ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ اس کھلے برتن کو شیطان نے مس کیا ہے، یا کیڑا اس کے اندر سے ہو کر گزرا ہے یا اس کے اندر کوئی بیکٹیریا داخل ہوا ہے۔ اسی لئے ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں: (رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے)۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان سے کوئی مصیبت نازل ہو یا فضا میں جراثیم پھیل جائیں اور ہم بے خبر ہوں۔

- ان سب پر مستزاد یہ کہ نبی ﷺ کی رہنمائی پوری امت کے لئے ہے خواہ معاشی معیار جو بھی ہو، تمام لوگ پاک صاف گھروں میں بند دروازے کے اندر زندگی نہیں گزارتے، کچھ لوگ جھونپڑیوں میں یا کھلے میدان میں یا جنگلوں میں بھی اپنی زندگیاں گزر بسر کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس برتن ڈھاکنے کے لئے کوئی

سامان مہیا نہ ہو تو نبی ﷺ نے ہمیں یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ ایسی صورت میں صرف اللہ کا نام لے کر ہم برتن پر کوئی لکڑی ہی ڈال دیں، اس طرح ہم اللہ کی حفاظت و نگرانی میں آجائیں گے[٣٢]۔

سورہ اخلاص کے اندر اس کے بعد جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے وہ ہے:

گرہ لگا کر (ان میں) پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ طلب کرنا:

﴿ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِي ٱلۡعُقَدِ ﴾

نفاثات سے مراد جادوگرنیاں ہیں۔

کوئی یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا جادو صرف عورتیں کرتی ہیں، یا مرد بھی جادوگر ہو سکتے ہیں؟!

اس کا جواب یہ ہے کہ: مذکورہ آیت میں شر کی نسبت نفاثات (جادوگرنیوں) کی طرف کی گئی ہے، اس سے مرد اور عورت کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں! بلکہ آیت میں اشارہ نفس انسانی کی طرف کیا گیا ہے۔

نفث کے معنی ہوتے ہیں: اس طرح پھونک مارنا کہ منہ سے معمولی سا تھوک بھی نکل رہا ہو۔

---

[٣٢] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

جادو گر ایسا ہی کیا کرتے تھے، کچھ کلمات گنگناتے، پھر منہ سے تھوک نکالتے ہوئے پھونکتے اور گرہ لگاتے تھے۔

جادو کی خطرناکی اور شریعت میں اس کی جو ممانعت آئی ہے، اس پر ہم کفایتی بحث کر چکے ہیں۔

تمام مخلوقات کے شر، رات کے شر اور اس میں رونما ہونے والے شرور وفتن اور مصائب ومشاکل سے پناہ مانگنے کے بعد اور خاص طور سے جب ہم جادو، جادو گر اور جادو کے تمام انواع واقسام کے شر سے پناہ مانگتے ہیں تو اس کے بعد ہم حسد کے شر سے پناہ مانگتے ہیں:

﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴾

حسد یہ ہے کہ: اللہ اپنے بندوں پر جو نعمتیں نازل فرماتا ہے ان کے تئیں نفسیاتی تاثر ظاہر کیا جائے ساتھ ہی یہ تمنا بھی کی جائے کہ جس کو اللہ نے اس نعمت سے نوازا ہے اس سے یہ چھن جائے۔

خواہ اس تاثر کے نتیجے میں حسد اور طیش میں آکر اس نعمت کو زائل کرنے کے لئے کوئی پیش قدمی کر بیٹھے، یا نفسیاتی تاثر پر ہی معاملہ موقوف رہے، دونوں صورت میں عین ممکن ہے کہ محض تاثر کی وجہ سے (حسد) کا شر اسے لاحق ہو جائے۔ اس شر سے اللہ کی پناہ اور نگہبانی طلب کرنی چاہئے۔

حسد کرنے کی ممانعت:

ہمیں نبی ﷺ نے حسد کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ کا ارشاد ہے:

"آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بات چیت بند کرے"[۳۳]۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں حسد، حاسدوں اور ہر قسم کے شرور وفتن سے اپنی پناہ میں رکھے۔

حسد کی حقیقت اور اس کی خطرناکی:

حسد کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے امام غزالی لکھتے ہیں: حسد کی تعریف یہ ہے کہ: نعمت کو ناگوار جانے اور جس پر یہ نعمت ہو، اس سے نعمت کے زائل ہو جانے کی خواہش کرے ۔لیکن اگر آپ زوال نعمت کو پسند نہ کریں اور نہ نعمت کی موجودگی اور ہمیشگی سے آپ کو کراہت ہو، تاہم آپ اپنے لئے بھی اسی طرح کی نعمت کی تمنا کریں، تو اسے غبطہ کہا جاتا ہے، بسااوقات اسے منافسہ کا نام بھی دیا جاتا ہے، کبھی کبھار حسد کو منافسہ اور منافسہ کو حسد کا نام بھی دے دیا جاتا ہے، اس طرح ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی جگہ استعمال کر لیا جاتا ہے، معنی ومفہوم واضح ہو تو ان ناموں میں کوئی حرج نہیں ہے[۳۴]۔

---

[۳۳] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۳۴] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ماوردی کہتے ہیں کہ: حسد کی مذمت صرف اتنی سی ہوتی کہ وہ ایک ایسی بد خلقی ہے جس کا مظاہرہ ہمسروں اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور جسے بطور خاص ہم نشیں اور دوست واحباب کے ساتھ برتا جاتا ہے، تو یہی ایک مذمت اس بات کے لئے کافی ہوتی کہ عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اس سے دامن کش رہا جائے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ حسد کے اندر یہ مذمت تو ہے ہی، ساتھ ہی وہ انسانی جان کے لئے بھی تباہ کن ہے، اسے غور وفکر میں مبتلا رکھنے والا مرض ہے، یہ اتنا خطرناک ہے کہ بسا اوقات حاسد شخص حسد کے سبب جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، لیکن اس کے دشمن کو ذرا بھی آنچ نہیں آتی اور محسود کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی[۳۵]۔

جس معنی ومطلب کی طرف ماوردی نے اشارہ کیا ہے، دور حاضر کے ایک اسکالر نے بھی اس کی تاکید کی ہے، ڈاکٹر فیکٹوریوشیہ کہتے ہیں کہ: (حسد، غیرت اور جلن ایک ہی چیز کے تین مدار ہیں، یہ ایسی آفتیں جن سے ایسے زہر نکلتے ہیں جو انسانی صحت کے ساتھ اس طاقت وانرجی اور نشاط وتازگی کو بھی مردہ کردیتے ہیں جو غور وفکر کرنے کے لئے لازم ہیں)۔

---

(۳۵) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

بلکہ حسد تو انسان کی نیکیاں بھی تباہ کر دیتا ہے، اس لئے رسول ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: (تم لوگ حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھالیتا ہے، جیسے آگ ایندھن کو کھالیتی ہے یا فرمایا: گھاس کو کھالیتی ہے)[۳۶]۔

کسی سلف نے کہا ہے کہ: حسد وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ آسمان میں اللہ کی نافرمانی کی گئی ۔یعنی ابلیس کا آدم علیہ السلام سے حسد کرنا۔ اور حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ روئے زمین پر بھی اللہ کی نافرمانی کی گئی ۔یعنی ابن آدم نے اپنے بھائی سے اس قدر حسد کیا کہ اس کی جان لے لی۔

شاعر نے بجا کہا ہے کہ:

أيا حاسدا لي على نعمتي — أتدري على من أسأت

أسأت على الله في حكمه — كأنك لم ترض لي ما وهب

فكان جزاؤك أن خصني — وسد عليك طريق الطلب

ترجمہ: اے میری نعمتوں پر حسد کرنے والے کیا تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم نے کس کے ساتھ بے ادبی کی۔ تو نے اللہ کے فیصلہ کے ساتھ بے ادبی کی کیوں کہ اللہ نے مجھے جو انعامات دیئے ہیں، وہ تمہیں گوارا نہ ہو سکے۔ انجام کار اللہ نے مجھے اپنی نعمت سے مالا مال کر دیا اور تم پر تلاش وجستجو کے دروازے بند کر دیئے۔

---

(۳۶) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندوں کی حمایت ونگرانی کرتا ہے:

جب ہم نے اللہ کی پناہ طلب کرلی شیطانوں، جادوگروں، بد نظری، حسد، رات اور اس کی تباہ کاریوں سے اور اللہ کی تخلیق کردہ تمام مخلوقات کے شر سے، تو اس کے بعد کوئی چیز نہیں رہ جاتی جس سے ہم خوف کھائیں، پھر ہمارا یہ خوف آخر کیوں، یہ بے قراری اور اضطراب کیوں؟!

جب ہم اللہ کے ساتھ اس کی مخلوق کا خوف بھی اپنے دل میں رکھتے ہیں تو اس قسم کا خوف اپنے دامن میں ایک طرح کا شرک چھپائے ہوتا ہے! جو کہ اللہ کی جلالت وکبریائی کے ساتھ بے ادبی ہے۔ حقیقی پریشانی یہ ہے کہ اللہ پر ہمارا بھروسہ کمزور پڑ چکا ہے، ہم کما حقہ اس کی قدر نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کے شایان شان اس کی تعظیم بجالاتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦٓ﴾ [سورة الأنعام: ٩١].

ترجمہ: اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی۔

اگر ہم اللہ کی معرفت اس طرح حاصل کرلیں جس طرح اس کی جلالت وکبریائی اور عظمت بادشاہی کا تقاضہ ہے تو پھر ہم اللہ پاک کی تعظیم وتکریم اور عزت واحترام بجالانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہمارے لئے بہتر نمونہ موجود ہے۔ جب قریش نے آپ کو قتل کرنے کی سازش رچی تو اس سازش کو روبہ عمل لانے کے لئے ہر قبیلہ کے سرکش ترین لوگوں کو اختیار کیا تاکہ سب ایک جٹ ہوکر آپ پر حملہ آور ہوں، اس طرح آپ کے خون میں تمام قبیلے شریک ہوجائیں، اور بنی ہاشم کے لئے اس

کا بدلہ لینا ممکن نہ ہو سکے، قاتلوں کا جھرمٹ آپ ﷺ کے دروازے پر آپ کے نکلنے کے انتظار میں کھڑا ہو گیا، نبی ﷺ پورے اعتماد اور اطمنان کے ساتھ ان کے سامنے سے نکل گئے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ اپنے اولیاء اور احباء کی نگہبانی اور حفاظت کرنے پر کس طرح قدرت و طاقت رکھتا ہے، اللہ نے ان کے اوپر اس قدر اونگھ طاری کر دیا کہ وہ نیند میں چلے گئے، اور آپ ﷺ کو نکلتے ہوئے دیکھ نہ سکے، بلکہ نبی ﷺ ان کے سر پر مٹی اڑاتے ہوئے گزرے اور وہ نیند میں غرقاب رہے! یوں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ نے کس طرح سے قریش کی تمام تر طاقت و قوت کو اونگھ جیسی معمولی سی چیز سے پسپا کر دیا۔ جب اللہ تعالی دین کے دشمنوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسے نہ تو کسی تیاری کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ کسی ہتھیار کی، بلکہ اللہ تعالی کمزورترین اور حقیر ترین مخلوق کے ذریعہ بھی ان کو نیست ونابود کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ نے نمرود کے ساتھ کیا کہ اسے ایک چیونٹی کے ذریعہ ہلاک کر دیا، اور ابو لہب کو ایک بیماری کے ذریعہ تباہ کر دیا، یہ پھیپھڑے کی بیماری تھی جو کہ دراصل ایک چھوٹے سے بیکٹریا سے ہوتی ہے، لیکن یہ جان لیوا بیماری ہے جس کے سبب وہ بری موت کا شکار ہوا۔ اس طرح کے حوادث کے ذریعہ اللہ ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ آسمان وزمین کی کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی، تا کہ ہم اللہ کی قوت وجبروت اور اس کی عظمت کا ادراک کر سکیں۔

جس طرح اللہ نے اپنے اولیاء، رسولوں اور نیک بندوں کو نجات بخشی اسی طرح وہ اس بات بھی قادر ہے کہ تم جیسے کمزور بندے کو جادو اور بد نظری کے شر سے نجات دے اور تمام مخلوقات کے شر سے محفوظ رکھے! یہ آگہی پوری طرح اسی وقت حاصل ہو سکے گی جب ہم

قرآن کریم اور کائنات میں بکھری ہوئی نشانیوں میں غور وفکر کر کے اللہ اور اس کے اسماء وصفات سے آگاہ ہو جائیں گے، اس کے بعد ہی ہمارے دلوں میں اللہ پر اعتماد اور حسن توکل پیدا ہو سکتا ہے۔

ان لوگوں کی تردید جو یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کیا گیا:

ان تمام وضاحتوں کے باوجود بھی کچھ لوگ خوف وہراس اور بے قراری و اضطراب کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، وہ اپنی بے سکونی کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اللہ نے یہ مزدہ سنایا کہ: (اللہ تعالی آپ کو لوگوں سے بچالے گا) اس کے باوجود بھی آپ پر جادو کیا گیا۔ ایسے لوگ اکثر ہی اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں حالانکہ وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ معوذات کا نزول کس وجہ سے اور کن حالات میں ہوا اور اس کے نزول کے پیچھے کیا حکمت پوشیدہ تھی...

- معوذات کا نزول اللہ کی جانب سے بندوں کے لئے ایک تحفہ اور انعام تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے زیادہ عظیم آیتیں نازل نہیں ہوئیں، عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " آج رات میرے اوپر کچھ ایسی آیتیں

اتریں ہیں جن کی طرح (کوئی اور آیتیں) نہیں دیکھی گئیں، وہ ہیں "قل أعوذ برب الفلق" اور "قل أعوذ برب الناس"(۳۷)۔

- ایک دوسری حدیث میں ابن عابس الجہنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "ابن عابس! کیا میں تمہیں نہ بتاؤں؟ یا کہا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ سب سے بہتر پناہ کی جس کے ذریعہ پناہ مانگنے والے پناہ مانگیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: «قل أعوذ برب الفلق» اور «قل أعوذ برب الناس» یہ دونوں سورتیں (پناہ مانگنے کے لیے سب سے بہتر ہیں)(۳۸)۔
- رسول اللہ ﷺ پر جادو کئے جانے کا قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ:

"بنی زریق کے ایک شخص لبید بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات نبی کریم ﷺ میرے

---

(۳۷) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

(۳۸) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا، اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں، جو نَر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنویں میں۔ پھر نبی کریم ﷺ اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں پھر نبی کریم ﷺ کے حکم سے جادو کا سامان دفن کر دیا گیا"[۳۹]۔

---

[۳۹] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

معوذات کے نزول کا پس منظر اور اس کی حکمت:

اللہ تعالی ہمیں یہ دکھا رہا ہے کہ کس طرح رسول ﷺ پر جادو کے آثار ظاہر ہوئے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا، لیکن عین اسی پس منظر میں اللہ نے یہ دونوں سورتیں بھی نازل فرمائیں تا کہ لوگوں کو یہ تعلیم دے سکے کہ اگر وہ ان آیتوں اور دعاؤں کی پابندی کرتے رہیں تو کوئی شخص انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا... ۱۴۰۰ سال قبل سید الخلق ﷺ نے جادو، بد نظری اور ہر طرح کے شرور وفتن سے محفوظ رہنے کے لئے جو ربانی نسخہ ہمیں دیا تھا، وہ آج تک محفوظ ہے۔

رسول اللہ ﷺ جس حادثہ کا شکار ہوئے، اس کے ذریعہ اللہ ہمیں یہ تعلیم دے رہا ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ جادو کی گرہیں کھولی جاسکتی ہیں اور اس کی تاثیر کو ختم کیا جاسکتا ہے، معاملہ وہ نہیں ہے جو لوگ تصور کرتے اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ (جب رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تو ہمارے اوپر بھی جادو کیا جاسکتا ہے!) ہم بھی کہتے ہیں کہ: ہاں! ایسا ممکن ہے، لیکن اللہ تعالی نے ہمیں ایسی دعائیں سکھلائی ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم جادو وغیرہ سے اپنی حفاظت کر سکتے ہیں، ان سورتوں کا نزول اسی مقصد کے تحت ہوا کہ ان کے ذریعہ ہم اپنا تحفظ کر سکیں، اس کے بعد نہ تو کوئی شخص ہمیں جادو کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم کسی بد نظری کے شکار ہو سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

جس وقت رسول ﷺ پر جادو ہوا اس وقت تک یہ سورتیں نازل نہیں ہوئی تھیں، اللہ نے اپنے بندوں پر مہربانی کرتے ہوئے یہ سورتیں نازل فرمائیں تا کہ پہلے سے ہی ان سورتوں کو پڑھنے کا اہتمام کریں، ایسا نہ ہو کہ پہلے تو وہ خود کو شرور وفتن کا نشانہ بنالیں، پھر اس کا

علاج اور جادو کا توڑ تلاشنا شروع کر دیں، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، لوگ ان سورتوں اور آیتوں سے غافل ہو چکے ہیں جن کے اندر اللہ نے شرور وفتن کا علاج پوشیدہ رکھا ہے! احتیاط کرنا علاج کرنے سے بہتر ہے۔ کیوں کہ جب جادو ہو جائے تو اس کو دور کرنا ایک دشوار عمل ہوتا ہے، جس میں مہینوں اور سالوں لگ سکتے ہیں! اس لئے ہمیں اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ جب مصیبت لاحق ہو تب ہم ان دعاؤں اور سورتوں کا سہارا لیں، بلکہ اللہ نے ہم پر رحم کرتے ہوئے ان آیتوں اور سورتوں کو ہمارے لئے احتیاطی تدابیر کے طور پر نازل فرمایاہے تاکہ ہم تمام طرح کے شرور وفتن اور مصائب وآلام سے محفوظ ومامون رہیں۔

معوذات پڑھنے کا طریقہ:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم کس وقت اور کتنی دفعہ یہ سورتیں پڑھیں، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- سورۃ اخلاص اور معوذتین صبح وشام تین دفعہ پڑھے جائیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیاہے، عبد اللہ بن حبیب روایت کرتے ہیں کہ: " ہم رسول اللہ ﷺ کو بارش کی ایک سخت اندھیری رات میں نماز پڑھانے کے لیے تلاش کرنے نکلے، تو ہم نے آپ کو پا لیا، آپ نے فرمایا: ”کیا تم لوگوں نے نماز پڑھ لی؟“ ہم نے کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا: ”کچھ کہو“ اس پر بھی ہم نے کچھ نہیں کہا، آپ نے پھر فرمایا: ”کچھ کہو“ (پھر بھی) ہم نے کچھ نہیں کہا، پھر آپ نے فرمایا: ”کچھ تو کہو“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا کہوں؟ آپ نے

فرمایا: « قل ھو اللہ أحد » اور معوذتین تین تین مرتبہ صبح کے وقت، اور تین مرتبہ شام کے وقت کہہ لیا کرو تو یہ تمہیں (ہر طرح کی پریشانیوں سے بچاؤ کے لیے) کافی ہوں گی"[۴۰]۔

- نبی ﷺ سونے کے وقت ان سورتوں کو تین مرتبہ پڑھا کرتے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر « قل ھو اللہ أحد »، « قل أعوذ برب الفلق » اور « قل أعوذ برب الناس » (تینوں سورتیں مکمل) پڑھ کر ان پر پھونکتے اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ پہلے سر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر۔ یہ عمل آپ ﷺ تین دفعہ کرتے تھے"[۴۱]۔

- صبح وشام آیۃ الکرسی پڑھنا جسے نبی ﷺ نے (محافظ) سے تعبیر کیا ہے، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: (رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ (رات میں) ایک شخص اچانک میرے پاس آیا اور غلہ

---

[۴۰] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۴۱] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

میں سے لپ بھر بھر کر اٹھانے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ قسم اللہ کی! میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلوں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں بہت محتاج ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (اس کے اظہار معذرت پر) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا، اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا تھا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا، اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا۔ اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے۔ اور وہ پھر آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے مجھ کو یقین تھا کہ وہ پھر ضرور آئے گا۔ اس لیے میں اس کی تاک میں لگا رہا۔ اور جب وہ دوسری رات آ کے پھر غلہ اٹھانے لگا تو میں نے اسے پھر پکڑا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا، لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی کہ مجھے چھوڑ دے، میں محتاج ہوں۔ بال بچوں کا بوجھ میرے سر پر ہے۔ اب میں کبھی نہ آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے پھر اسی سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا۔ جس پر مجھے رحم آ گیا۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول کر گیا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ تیسری مرتبہ میں پھر اس کے انتظار میں تھا کہ اس

نے پھر تیسری رات آکر غلہ اٹھانا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا، اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچانا اب ضروری ہو گیا ہے۔ یہ تیسرا موقع ہے۔ ہر مرتبہ تم یقین دلاتے رہے کہ پھر نہیں آؤ گے۔ لیکن تم باز نہیں آئے۔ اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے چھوڑ دے تو میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی « اللہ لا إلہ إلا ھو الحي القیوم » پوری پڑھ لیا کرو۔ ایک نگراں فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے پاس کبھی نہیں آسکے گا۔ اس مرتبہ بھی پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، گذشتہ رات تمہارے قیدی نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ پہنچائے گا۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا تھا کہ جب بستر پر لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لو، شروع « اللہ لا إلہ إلا ھو الحي القیوم » سے آخر تک۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر (اس کے پڑھنے سے) ایک نگراں فرشتہ مقرر رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ صحابہ خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے (ان کی یہ بات سن کر) فرمایا کہ اگرچہ وہ جھوٹا تھا۔ لیکن تم سے یہ بات سچ کہہ گیا ہے۔

اے ابوہریرہ! تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا معاملہ کس سے تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا) [٤٢]۔

ان دعاؤں کے علاوہ ہمیں ان اذکار کا بھی اہتمام کرنا چاہئے جو نبی ﷺ سے وارد ہیں، جیسے صبح وشام کے اذکار، مختلف مقامات میں داخل ہونے اور ان سے نکلنے کی دعائیں، سونے اور جاگنے، پہننے اور نکالنے وغیرہ کے اذکار۔ خود تو ان اذکار کا اہتمام کریں ہی ساتھ ہی یہ فراموش نہ کریں کہ اپنے بچوں کو بھی ان کی تعلیم دینا ہے اور صبح وشام اور حسب ضرورت ان کی نگرانی بھی کرنا ہے کہ وہ صبح وشام ان دعاؤں کا اہتمام کرتے ہیں یا نہیں، کیوں کہ خاص طور پر بچوں کو نظر جلدی لگ جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے کہ آپ نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا:

(کیا سبب ہے میں اپنے بھتیجوں کو (یعنی جعفر بن ابوطالب کے لڑکوں کو) دبلا پاتا ہوں کیا وہ بھوکے رہتے ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دم کرو" میں نے ایک دم آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کرو) [٤٣]۔

---

[٤٢] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

[٤٣] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

ان تمام امور میں جس چیز کو پیش نظر رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ کہ ہم دل کی گہرائی سے، سچے ایمان، پورے اعتماد، کامل یقین، اور اللہ پر حسن توکل کے ساتھ یہ دعائیں پڑھیں، ہر دعا اور ہر آیت کو پڑھتے ہوئے اس کے معنی ومفہوم کو سمجھ کر پڑھیں، اس کے بعد ہر قسم کے شک وشبہ اور خوف وہراس سے دور رہیں۔

سورة الناس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ١ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ٢ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ٣ مِن
شَرِّ ٱلۡوَسۡوَاسِ ٱلۡخَنَّاسِ ٤ ٱلَّذِي يُوَسۡوِسُ فِي صُدُورِ ٱلنَّاسِ ٥
مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ٦﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں۔لوگوں کے مالک کی (اور)لوگوں کے معبود کی (پناہ میں)وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے۔جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔(خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔

سورة الناس:

سورۃ الفلق میں ہم نے چار قسم کے شر وفتن سے پناہ مانگی، جب کہ یہ سورت ہمیں ایک دوسرے شر سے تحفظ فراہم کرتی ہے، وہ ہے (وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے) شیطان کے شر اور اس کے وسوسہ سے جسے ابن آدم کے سینے میں ڈال کر شر و فتن اور معصیت ونافرمانی کے لئے اسے ورغلاتا ہے۔

بنی نوع انسان سے شیطان کی عداوت ودشمنی:

بنی نوع انسان سے شیطان کی دشمنی ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن کریم میں کئی مقامات پر تاکید کے ساتھ ثابت ہے: ﴿قَالَ يَٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا۟ لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾﴾ [سورۃ یوسف:٥].

ترجمہ: یعقوب علیہ السلام نے کہا پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں، شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔

نیز اللہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا۟ حِزْبَهُۥ لِيَكُونُوا۟ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ﴿٦﴾﴾ [سورۃ فاطر:٦].

ترجمہ: یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔

اس طرح کی آیتیں قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں جن سے ابلیس کی دشمنی واضح ہوتی ہے، ان کے ذریعہ اللہ ہمیں یہ بتانا چاہتا ہے کہ (ہمارا) سب سے بڑا دشمن اور (ہمارے لئے)سب سے خطرناک فتنہ ابلیس ہے، سورہ ناس کا نزول بھی صرف یہی سکھانے کے لئے ہوا کہ ہم اس کے ذریعہ ابلیس سے پناہ طلب کریں: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ﴿١﴾ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ﴿٢﴾ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ﴿٣﴾ مِن شَرِّ ٱلْوَسْوَاسِ ٱلْخَنَّاسِ ﴿٤﴾ ٱلَّذِى يُوَسْوِسُ فِى صُدُورِ ٱلنَّاسِ ﴿٥﴾ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ﴿٦﴾﴾

اللہ کی تین صفات کے ذریعہ پناہ طلب کرنا:

ہم اللہ کی تین صفات کے ذریعہ (اس کی) پناہ طلب کرتے ہیں: صفت الوہیت، صفت ربوبیت، صفت ملوکیت۔ سورت کے اندر ان تمام صفات کی اضافت کلمہ (ناس-لوگوں) کی طرف کی گئی ہے، تاکہ ہم اللہ عزیز وبرتر کی قربت کو محسوس کر سکیں، اور ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوسکے کہ ہم صرف ایک اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں جو کہ ہر ایک چیز کا پالنہار اور تمام لوگوں کا رب ہے۔

یہ وہ رب ہے جو پیدا کرتا اور اس عظیم کائنات کی تدبیر فرماتا ہے، وہ جبار ہے ...وہ علیم وعزیز اور رازق ہے، امام ابن قیم کہتے ہیں کہ: "یہی وہ صفات ہیں جو ایمان کی بنیاد (کا درجہ رکھتے ہیں) اور (ان کے اندر) اسماء حسنی کے معانی (مضمر) ہیں"[٤٤]۔ (رب الناس) جو پیدا کرتا اور پرورش وپرداخت کرتا ہے۔ (ملک الناس) کا مطلب ہے: جو اپنی بادشاہت میں تصرف کرتا اور اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے۔ (الہ الناس) کا مطلب ہے: وہ معبود جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی جامعیت کی وجہ سے ہم ان صفات کے ذریعہ اللہ سے دعا کرتے اور وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے شر سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

---

[٤٤] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

اللہ نے شیطان کو (وَسواس-وسوسہ ڈالنے والا) اس لئے کہا کہ وہ لوگوں کے دلوں میں برے عمل اور بری سوچ کا وسوسہ ڈالتا ہے، انہیں گناہ اور نافرمانی پر ورغلاتا ہے۔اس کے فورا بعد اللہ نے شیطان کی ایک دوسری صفت کا ذکر فرمایااور وہ ہے (خناس-پیچھے ہٹ جانے والا)، یہ لفظ خنس یخنس سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں چھپنا اور نظر سے اوجھل ہونا، ایسا اس لئے کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو شیطان دم دبا کر بھاگ نکلتا اور نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"شیطان ابن آدم کے دل پر حاوی ہوتا ہے، جب وہ (ذکر الہی سے) غافل ہوتا ہے تو اسے وسوسہ میں ڈال دیتا ہے او رجب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو دم دبا کر بھاگ جاتا ہے"[٤٥]۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:(...تمہاری زبان ہر وقت اللہ کی یاد اور ذکر سے تر رہے...)[٤٦]۔

اس وسوسہ کو ذکر الہی میں مشغول رہ کر بآسانی دور کیا جاسکتا ہے۔

- وسوسہ کی جگہ سینہ ہے اور یہی سینہ تمام تر گناہ، حسد، تکبر اور کینہ وجلن کی جگہ بھی ہے۔اللہ نے شیطان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ انسان کے دل میں داخل

---

[٤٥] سنن النسائی:٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں:سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:٣/ ٩٤، حدیث نمبر:١١٠٤

[٤٦] سنن النسائی:٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں:سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:٣/ ٩٤، حدیث نمبر:١١٠٤

ہو سکتا اور اس کے خون میں دوڑ سکتا ہے، اسی لئے ہم پناہ طلب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں: "(خواہ) وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے"۔ چونکہ جن ایسی مخلوق ہے جسے ہم دیکھ نہیں سکتے، اس لئے ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے اور اس کی حفاظت ونگہبانی میں آتے ہیں۔ جنوں میں سے جو شیطان ہیں، ان کے شر سے جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے اور انسانوں میں سے جو شیطان ہیں، ان کے شر سے جنہیں ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ابن آدم کو گمراہ کرنے اور اسے گناہوں کے چنگل میں پھانسنے کے لئے اگر شیطان وسوسہ ڈالنے کا حربہ اختیار کرتا ہے، تو انسانوں میں سے جو شیطان ہیں، ان کے پاس اس مشن کے لئے ہزارہا طریقے ہیں، بلکہ یہ محبت وشفقت، نصح وخیر خواہی اور رہبری ورہنمائی کا لبادہ اوڑھ کر گمراہی کے راستے پر لانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑتے! ان کے علاوہ اور بھی جو پوشیدہ اور فریبی ہتھکنڈے ہو سکتے ہیں، ان سب کو آزماتے ہیں۔

ابلیس اور اس کے کارندوں سے پناہ طلب کرنا:

- ہم صرف شیطان سے اس لئے پناہ مانگتے ہیں کہ وہی حقیقت میں ہمارا سب سے پہلا دشمن ہے، لیکن ساتھ ہی ہم اس کے تمام بُرے کارندوں اور شہوت کا سودا کرنے والے معاونوں سے بھی پناہ طلب کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ہمیں اچھے دوست اور برے دوست کے اثرات سے متنبہ فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے عطار اور لوہار کی

سی ہے۔ مشک بیچنے والے کے پاس سے تم دو اچھائیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور پالو گے۔ یا تو مشک ہی خرید لو گے ورنہ کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور ہی پا سکو گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی یا تمہارے بدن اور کپڑے کو جھلسا دے گی ورنہ بدبو تو اس سے تم ضرور پالو گے"[٤٧]۔

- تربیت کے اصول ومبادی میں یہ بات ذکر کی جاتی ہے کہ آپ کی اولاد کے لئے آپ کا سب سے بڑا تحفہ یہ ہے کہ آپ بچپن سے ہی اسے نیک اور صالح صحبت دیجئے، تاکہ اس کی آنکھیں کھل سکیں، وہ صاف ستھری فضا اور نیک صحبت میں زندگی گزار سکے، دوست اور رفیق کے انتخاب میں انہیں تنہا نہیں چھوڑنا چاہئے، کیوں کہ بچوں کی زندگی پر دوستوں کے اثرات نہایت سنگین ہوتے ہیں، برا دوست مختلف پیچیدہ طریقوں سے اپنے دوست کے سامنے برے عمل کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور اسے اس کا شکار بنا دیتا ہے، عام طور پر ہر انسان اپنے رفیقِ بد کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے خواہ وہ جس کام میں بھی ہو اور جس جگہ پر رہتا ہو۔

---

[٤٧] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

- انسانوں میں کچھ شیطان ایسے بھی ہیں جو نیک وصالح اور مشفق ومہربان لوگوں کا لبادہ اوڑھ کر بھی لوگوں کے درمیان چغلی اور غیبت کو پھیلانے میں لگے رہتے ہیں۔

چونکہ شر پسند حضرات نوع بنوع طریقوں، مختلف حیلوں اور بڑی مکاری کے ساتھ اپنا منصوبہ چلاتے ہیں، اس لئے ان کا سامنا کرنا انسان کے لئے نہایت مشکل ہوتا ہے، اس لئے ایسے لوگوں کے سامنے انسان کا ہتھیار یہی ہے کہ وہ اللہ کی پناہ اور اس کی آیتوں کی حفاظت میں رہے۔انسان سے شیطان کی دشمنی نہایت گہری اور مضبوط ہے، وہ ہمیشہ ابن آدم کے گھات میں لگا رہتا ہے تاکہ اسے اپنے جال میں پھانس سکے۔اللہ فرماتا ہے:﴿ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيۡنِ أَيۡدِيهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ أَيۡمَٰنِهِمۡ وَعَن شَمَآئِلِهِمۡۖ وَلَا تَجِدُ أَكۡثَرَهُمۡ شَٰكِرِينَ ١٧ ﴾ [سورة الأعراف:١٧].

ترجمہ: پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پایئے گا۔

انسان کو وسوسہ کا شکار بنانے کے لئے شیطان کے حربے:

شیطان مختلف راستوں سے انسان پر حملہ آور ہوتا ہے:

- کوئی شہوت کے راستے سے اس پر حملہ کرتا ہے، کوئی حرص وطمع اور لالچ کے طریقے سے، تو کوئی دنیا کی محبت اور چاہت کی راہ سے۔

- یہاں اس نقطہ پر ہم زور ڈالنا چاہتے ہیں کہ دنیا کے اندر تمام گناہوں اور ہر قسم کی مصیبت کی اصل وجہ وسوسہ ہے۔ انسان کے ذہن میں کوئی خیال آتا ہے، پھر شیطان اپنے پیہم وسوسہ سے اس خیال کو خواہش میں بدل دیتا ہے، پھر یہ خواہش ارادہ میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ ارادہ عملی جامہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم شروعات میں ہی شیطان کے وسوسہ سے اللہ کی پناہ طلب کریں تاکہ اس کا راستہ ہی بند ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی"[٤٨]۔

دوسری روایت ہے کہ: "شیطان اس کھانے میں شریک یا داخل ہو جاتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو"[٤٩]۔

- ہم اگر عالم اسلام کا جائزہ لیں تو افسوس کے ساتھ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بہت سارے مسلمان بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، جس طرح شیطان کھاتا ہے، کیوں کہ یہ ان کے زعم خویش میں ادب اور ذوق کے اصول میں سے ہے۔ انہیں حربوں

---

(٤٨) سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

(٤٩) سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

کے ذریعہ شیطان، کمزور ابن آدم پر غلبہ اور تسلط جماتا ہے۔ شیطان کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ وہ سونے کے وقت اس کے گھات میں رہتا ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: "ذکر الٰہی کے وقت نیند طاری ہونا شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اگر تم چاہو تو اس کا تجربہ کر سکتے ہو، تم میں سے کوئی جب بستر پر جائے اور سونے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اللہ عزوجل کا ذکر کر لے"[۵۰]۔

- شیطان صرف کھانے پینے اور سونے کے وقت ہی انسان کے گھات میں نہیں رہتا ہے، بلکہ وہ اس کی آخری سانس تک اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے، جب اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے تب بھی وہ اس کے گھات میں رہتا ہے تاکہ وہ کفر کی حالت میں مرے-اللہ کی پناہ! اللہ فرماتا ہے:

﴿وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَـٰطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾﴾ [سورۃ المؤمنون:۹۷-۹۸].

ترجمہ: اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔

اس نے اللہ کے سامنے یہ قسم بھی کھائی اور چیلنج کیا کہ:

---

(۵۰) سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة ص: ٨٢].

ترجمہ: کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔

یہی وجہ ہے کہ سورۃ الناس کے اندر صرف شیطان کے وسوسہ سے پناہ طلب کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ (خناس- پیچھے ہٹ جانے والے) کا بھی اضافہ کیا گیا ہے تا کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ شیطان وسوسہ ڈالنے کے سوا کچھ اور نہیں کر سکتا، ہم اسے آسانی کے ساتھ ذکر الہی کے ذریعہ بھگا سکتے ہیں، ہمارے اس حربے سے وہ پیچھے ہٹ جاتا اور الٹے پاؤں لوٹ جاتا ہے!

- چنانچہ ہمیں بکثرت استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے حبیب مصطفی ﷺ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: "میں دن بھر میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں"[۵۱]۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ فرماتے ہیں: "اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، کیوں کہ میں دن بھر میں سو دفعہ توبہ کرتا ہو"[۵۲]۔

---

[۵۱] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۵۲] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: " شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی "[۵۳]۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ شیطان ابن آدم کے ہر کام میں دخل اندازی کرتا ہے، وضو ہو یا طہارت وپاکیزگی، یہاں تک کہ کھانے پینے میں بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

وسوسہ اندازی کے شیطانی مراحل:

انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان مختلف وسائل اور مرحلہ وار حربے اختیار کرتا ہے:

- سب سے پہلے اسے کفر اور شرک کے لئے آمادہ کرتا ہے۔
- جب یہ دشوار ہوتا ہے تو اسے بدعت کی راہ پر لے جاتا ہے جس سے اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔
- اگر اس میں بھی کامیابی نہیں ملتی تو کبیرہ گناہوں کے لئے اسے ورغلاتا ہے، کبیرہ گناہوں کا معاملہ بڑا سنگین ہے جس سے بہت سے لوگ غافل ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف قتل وخوں ریزی، چوری، زناکاری اور شراب نوشی ہی کبیرہ گناہ ہیں، جب کہ ایسے بہت سے کبیرہ گناہ ہیں جن کا ارتکاب بڑے

---

[۵۳] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

پیمانے پر کیا جاتا ہے ،اور لوگ انہیں کبیرہ گناہ سمجھتے بھی نہیں، مثلا جھوٹ ، غیبت و چغلخوری اور جھوٹی گواہی۔لاشعوری طور پر لوگ ان تمام کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور شیطان انہیں ان کے جواز کے لئے نت نئے بہانے اور خود تراشیدہ عذر فراہم کرتا رہتا ہے۔

- کچھ صغیرہ گناہ بھی ایسے ہیں جنہیں بہت سے لوگ حقیر سمجھتے ہیں، اور سرعام یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ تو (بہت چھوٹا سا گناہ ہے)، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کے گناہ سے بھی ہمیں منع فرمایا ہے، آپ کا ارشاد ہے:"ان چھوٹے گناہوں سے بھی ہوشیار رہو جنہیں حقیر سمجھا جاتا ہے، کیوں کہ یہ گناہ جب انسان کے اندر جمع ہو جاتے ہیں تو اسے ہلاک کر دیتے ہیں"[۵۴]۔
- شاعر کہتا ہے:

خل الذنوب صغيرها وكبيرها فهو التقى

واصنع كماش فوق أر ض الشوك يحذر ما يرى

لاتحقرن صغيرة إن الجبال من الحصى

(۵۴) سنن النسائی:۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ترجمہ: تقوی کا تقاضہ یہ ہے کہ چھوٹے بڑے تمام گناہ سے باز آجاؤ، گناہ سے ایسے محتاط رہو جیسے کوئی خار دار راستے سے گزرتے ہوئے محتاط رہتا ہے۔ چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھو، پہاڑ بھی چھوٹے کنکروں سے بنتا ہے۔

- جب انسان صغیرہ گناہوں میں بھی شیطان کی پیروی سے باز رہتا ہے، تو مباح کاموں کے راستے سے شیطان اس پر حاوی ہونا چاہتا ہے، چنانچہ مباحات میں اسے اس قدر مشغول کر دیتا ہے کہ پھر وہ ممانعت کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حلال کاموں میں مبالغہ سے کام لینا انسان کو اس اسراف کا شکار بنا دیتا ہے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، اللہ فرماتا ہے:

﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ وَكُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ وَلَا تُسۡرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُسۡرِفِينَ ٣١﴾ [سورة الأعراف: ٣١].

ترجمہ: اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی

کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے "(٥٥)۔

نیز فرمایا: " آدمی کے لیے کافی ہے کہ وہ اتنے لقمے کھائے جو اس کی پیٹھ سیدھی رکھ سکیں "(٥٦)۔

اس لئے انسان کو مباح کاموں میں اتنی کشادگی نہیں برتنی چاہئے کہ وہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھے۔

- جب شیطان مباحات کے راستوں سے بھی انسان کو اپنے دام میں پھانسنے میں ناکام ہو جاتا ہے، تو اس کے سامنے ایک اور راستہ ہوتا ہے، وہ یہ کہ انسان کو فاضل کام کے بجائے مفضول کام میں مشغول کر دیتا ہے، یعنی جس کام کی اہمیت زیادہ ہے اس سے بیزار کر کے ایسے کام میں مصروف کر دیتا ہے جس کی اہمیت اس سے کم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی انسان مسجد میں آئے اور دیکھے کہ عشاء کی نماز فوت ہو چکی ہے اور تراویح کی نماز شروع ہو چکی ہے، چنانچہ تراویح جو کہ سنت مؤکدہ ہے، اس میں شامل ہونے کے لئے عشاء کی نماز نہایت تیزی کے ساتھ پڑھے جو کہ فرض ہے۔

---

(٥٥) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

(٥٦) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اسی طرح ماں اپنی بیٹی کو کسی کام کے لئے بلائے، لیکن بیٹی کو اپنی سہیلی کے ساتھ کسی پروگرام میں شریک ہونا ہو، تو وہ اپنی ماں سے معذرت کرتے ہوئے کہے کہ وہ اپنی سہیلی کے یہاں مدعو ہے اور اس کے خیال میں اس دعوت پر جانا ضروری ہے!! انسان کی نیت میں اگر ایسا نہ ہو تو بھی ابلیس اپنی چال کے ذریعہ اسے فاضل کے بجائے مفضول کام میں مصروف کر دیتا ہے۔ ابلیس کے بس میں ہے کہ وہ ہمیں اہم کاموں کو چھوڑ کر معمولی اور حقیر کاموں میں مشغول رکھے۔ یہ تمام طریقے اور وسائل جس ہتھیار کے ذریعہ شیطان سر کرتا ہے وہ ہے وسوسہ، یہی وہ بنیادی اسلحہ ہے جس کو وہ ابن آدم پر استعمال کرتا ہے۔

نماز اور طہارت وپاکیزگی میں وسوسہ:

نماز، طہارت اور بہت سی عبادتوں میں وسوسہ کا ہونا ایک بڑی بیماری ہے جس کے شکار بہت سے لوگ ہیں، ایک وسوسہ تو وہ ہے جو بیماری کی شکل میں ہوتا ہے اور نماز ہو یا طہارت انسان کے ساتھ لگا ہوتا ہے، اور ایک وسوسہ وہ ہے جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اس قسم کے وسوسہ کو دور کیا جا سکتا ہے، جب کہ پہلی قسم کے وسوسہ کا بھی علاج ممکن ہے، وسوسہ کا علاج کرنے والے ڈاکٹر سے مل کر وسوسہ کی نوعیت کی تعیین کی جاسکتی ہے۔

- ہم دیکھتے ہیں کہ وسوسہ کا شکار انسان حمام کے اندر کافی دیر تک طہارت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ نماز کا وقت فوت ہونے کو ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات واقعی میں نماز کا وقت فوت ہو جاتا اور وہ اپنے وسوسہ اور شک وشبہ کے داؤ پیچ میں ہی لگا رہتا ہے! وسوسہ ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان وضو یا غسل کے دوران اسراف کی حد تک پانی کا

استعمال کرتا ہے، اس لئے کہ اسے یہ وسوسہ ہوتا رہتا ہے کہ وہ اب تک پاک نہیں ہوا!

- بسا اوقات شیطان یہ وسوسہ ڈال کر بھی اسے شک میں مبتلا کرتا ہے کہ اس نے وضو کی نیت کی یا نہیں، یا وہ جیسے ہی نماز شروع کرتا ہے کہ شیطان آکر اس سے سوال کرنے لگتا ہے: اس نے نماز کی نیت کی یا نہیں، انجام کار وہ بار بار وضو اور نماز کو دہراتا رہتا ہے، محض وسوسہ کی وجہ سے۔

یا اسے نماز کی رکعت اور وضو کی تعداد کے متعلق شک میں مبتلا کرتا ہے، جس کے نتیجے میں وہ نماز یا وضو کو از سر نو ادا کرتا ہے۔

شریعت میں اعتدال اور میانہ روی کا راستہ:

شرعی احکام خواہ وہ طہارت سے متعلق ہوں، یا وضو اور نماز سے متعلق، ہر باب میں یہ احکام وسطیت اور میانہ روی پر مبنی ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًاۗ وَمَا جَعَلْنَا ٱلْقِبْلَةَ ٱلَّتِي كُنتَ عَلَيْهَآ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ ٱلرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُۗ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمْۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝١٤٣﴾ [سورة البقرة:١٤٣].

ترجمہ: ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا

تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالی تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

چنانچہ عبادات میں مبالغہ کرنا نا قابل قبول ہے، بلکہ یہ شیطان کا وہ پہلا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ اولاد آدم کو حق وراستی کی راہ سے برگشتہ کرنے کا آغاز کرتا ہے۔

- ہم سب اس قصہ سے واقف ہیں کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب (رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بالمقابل اپنی عبادت کو) کمتر اور معمولی جاننے لگے تو انہوں نے عملی طور پر سختی اور تشدد کرنا شروع کر دیا، یہ قصہ حضرت انس سے ان الفاظ میں وارد ہے: "تین حضرات نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی کریم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی کریم ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا

ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔«فمن رغب عن سنتي فليس مني» میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔"[٥٧]۔ اس واقعہ میں نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو غلو آمیزی سے منع فرمایا اور اس سے دور رہنے کی تلقین فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ خیر وبھلائی کے کام میں بھی غلو کا راستہ اختیار کرنا منع ہے۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿قُلْ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓا۟ أَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا۟ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا۟ كَثِيرًا وَضَلُّوا۟ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ﴿٧٧﴾﴾ [سورة المائدة:٧٧].

ترجمہ: کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

- وضو اور تیمم سے متعلق بطور خاص جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ میں یہ فرمایا کہ:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُوا۟ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ﴾ [سورة المائدة:٦].

---

[٥٧] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو۔

تو اس آیت کا اختتام اس وضاحت کے ساتھ کیا کہ:

﴿مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُم مِّنۡ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهُۥ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ﴾

ترجمہ: اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "دین آسان ہے اور جو دین میں (عملی طور پر) سختی برتے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا"[۵۸]۔

نیز آپ ﷺ نے تشدد سے منع کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: "تباہ ہوئے بال کی کھال نکالنے والے (یعنی بے فائدہ موشگافی کرنے والے حد سے زیادہ بڑھنے والے تعصب کرنے والے)"[۵۹]۔

---

[۵۸] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۵۹] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز، طہارت یا بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے جیسے دینی امور میں عملی طور پر سختی برتتے ہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ کو سب سے زیادہ وہ دین پسند ہے جو سیدھا اور سچا ہو"[٦٠]۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کا ہر حکم اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہے۔

- اسلامی شریعت کے مقاصد میں یہ داخل ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور سہولت برتی جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ: (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی اور وہ پیدل جانے کی طاقت نہیں رکھتی تھی، تو نبی اکرم ﷺ نے (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے) کہا: "اللہ تعالیٰ کو تمہاری بہن کے پیدل جانے کی پرواہ نہیں، (تم اپنی بہن سے کہو کہ) وہ سوار ہو جائیں اور (نذر کے کفارہ کے طور پر) ایک اونٹ کی قربانی دے دیں"[٦١]۔

نبی ﷺ نے ان کو نذر پوری کرنے کا حکم نہیں دیا، کیوں کہ یہ کوئی نیک کام نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اذیت، تکلیف اور عذاب میں مبتلا کرے۔

---

[٦٠] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

[٦١] سنن النسائی: ٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

- رسول ﷺ نے ہمارے لئے شریعت کے تمام احکام کو سہل اور آسان بنا کر پیش فرمایا، آپ کا ارشاد ہے:(تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھو)[٦٢]۔
- اللہ تعالی نے ہمیں وضو کا حکم دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ رہنمائی بھی فرمائی کہ:

﴿فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا فَٱمۡسَحُواْ بِوُجُوهِكُمۡ وَأَيۡدِيكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ [سورة النساء:۴۳].

ترجمہ: اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

اسی طرح اگر کوشش اور تگ ودو کے بعد بھی قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو ہمیں یہ رخصت دی ہے کہ کسی بھی سمت رخ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں، اللہ فرماتا ہے:﴿وَلِلَّهِ ٱلۡمَشۡرِقُ وَٱلۡمَغۡرِبُۚ فَأَيۡنَمَا تُوَلُّواْ فَثَمَّ وَجۡهُ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ ۝١١٥﴾ [سورة البقرة:١١٥].

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے مشرق و مغرب ہے، تو تم جس طرف رخ کرو، سو وہیں اللہ کا چہرہ ہے۔ بے شک اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

---

[٦٢] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

- ہم اگر وسوسہ کے شکار لوگوں کے احوال وکوائف پر غور کریں کہ آخر کس طرح شیطان ان پر اس قدر حاوی ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو ہمیں معلوم ہو گا کہ وہ اطاعت وفرمانبرادری کے راستے سے ایسا کرتا ہے، اطاعت الٰہی کے راستے سے بندہ پر وار کرتا اور اسے آمادہ کرتا ہے کہ اپنی عبادت کا حد درجہ اہتمام کرے، پھر اپنی عبادت کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے اس کے اندر اتنی حرص اور رغبت پیدا کردیتاہے کہ وہ مبالغہ آمیزی تک پہنچ جاتاہے، اس طرح بتدریج اس حال تک پہنچ جاتاہے کہ جس کو دیکھ کر ہم اور آپ ترس کھاتے ہیں۔
- نبی ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ایسے برتن سے (پانی لے کر) غسل کرتے تھے جس میں آٹاکا بچا کھچا حصہ لگا رہتا تھا، اور آج کچھ لوگ غسل کے معاملہ میں اتنی سختی اپناتے ہیں کہ (غسل خانہ کے اندر) ایک لمبا وقت گزارنے اور اسراف کے ساتھ پانی بہانے کے بعد ہی ان کا غسل مکمل ہوتاہے! یہ سارے کے سارے شیطانی حربے ہیں۔
- کچھ لوگ بعض علماء کے ان فتاوی کو دلیل بناتے ہیں کہ جب گندگی کی جگہ معلوم نہ ہوسکے تو پورے کپڑے کو دھلنا واجب ہے، لیکن یہ لوگ اس معاملہ میں غلو آمیزی سے کام لیتے ہیں اور گندگی کی جگہ سے واقف ہونے کے بعد بھی بزعم خویش احتیاط کے طور پر پورا کپڑا دھلتے ہیں! ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کے دلائل پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے: (جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم وسوسہ کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے بلکہ احتیاط کے طور پر کرتے ہیں، ان کے لئے ہمارا جواب یہ ہے کہ آپ چاہیں اسے جو نام دے دیں، ہم آپ سے صرف ایک سوال پوچھتے ہیں کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے

عمل، آپ کے حکم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز زندگی کے مطابق ہے؟ اگر آپ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہاں یہ ان کے طرز عمل کے موافق ہے تو یہ ایک بہتان اور جھوٹ ہے...)[۶۳]۔ سنت کے مطابق عمل کرنا ہی سب سے اہم چیز ہے۔

- ایسے لوگ نبی ﷺ کی اس حدیث کو بھی حجت بناتے ہیں کہ: "پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا"[۶۴]۔

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ حلال و حرام کے درمیان جو شبہ کی چیزیں ہیں، ان سے بچے، طہارت اور نجاست جیسے موضوعات اس حدیث سے مراد نہیں ہیں۔ کچھ لوگ وسوسہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے اور اپنے آپ کو ایسا مریض گردانتے ہیں جس پر کوئی ملامت نہ ہو اور وہ معذور ہو۔ امام ابن قیم نے ایسے لوگوں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے: (اگر کوئی یہ کہے کہ وسوسہ ایک بیماری ہے جس سے وہ دوچار ہے، تو ہمارا جواب یہ ہو گا کہ ہاں، یہ ایک بیماری ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اسے شیطان سے قبول کر لیا ہے، لیکن اللہ تعالی نے اس کی وجہ سے کسی کو معذور نہیں مانا ہے، کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ آدم اور حواء کو

---

(۶۳) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

(۶۴) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

جب شیطان نے وسوسہ ڈالا تو انہوں نے اس کا وسوسہ قبول کر لیا اور انجام کار جنت سے نکالے گئے...)[٦٥]۔

شیطانی وسوسہ سے کیسے نجات پائیں:

اگر یہ وسوسہ نفسیاتی بیماری کی شکل میں ہو اور مسلمان ماہر نفسیات ڈاکٹر سے اس کی تشخیص ہو جائے تو اس کا فوری علاج کرانا چاہیے۔

- اگر یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہو تو ہمیں شیطانی وسوسہ کی طرف بالکل بھی توجہ نہیں دینی چاہیے بلکہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔اس کا بنیادی علاج یہی ہے کہ شیطان کی مخالفت کی جائے، جب کسی چیز کا وسوسہ ڈالے تو اس کی بات نہ مانی جائے، اور پیہم اسی روش پر باقی رہا جائے، یہی اس کا سب سے عمدہ علاج ہے۔بندہ مسلم کو یہ جان لینا چاہیے کہ شیطانی وسوسہ کی پیروی کرنا اور اس پیروی پر قائم رہنا اسے کفر اور گمراہی تک پہنچا سکتا ہے۔اللہ کی پناہ! اسے یاد رکھنا چاہیے کہ رسول ﷺ کی ہدایت ورہنمائی کی خلاف ورزی کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے، علامہ

---

(٦٥) سنن النسائی:٤/ ٣٨٤، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ٧٨٤١، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:٣/ ٩٤، حدیث نمبر: ١١٠٤

علیش المالکی کہتے ہیں کہ:"وسوسہ کی اس کے سوااور کوئی دوانہیں کہ اسے بالکلیہ ترک کردیا جائے"[٦٦]۔

- وسوسہ کے شکار انسان کے لئے یہ بھی مفید ہو سکتا ہے کہ وہ جب وضو کرے یا نماز پڑھے تو کسی کو اپنے ساتھ رکھے تاکہ وہ وسوسہ کو دور کرنے میں اس کا تعاون کر سکے، اگر اسے شک لاحق ہو اور نماز کی رکعت یا وضو کی تعداد میں اضافہ کرے تو وہ اسے متنبہ کر سکے، اس وقت تک ایسا کرے جب تک کہ اذن الہی سے اس کی یہ بیماری دور نہ ہو جائے۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر آج تک شیطان اولاد آدم کے ساتھ ایسا ہی کرتا رہا ہے۔ محمد بن عجلان کہتے ہیں کہ: (دین الہی میں تفقہ حاصل کرنے کا (تقاضہ ہے کہ) وضو کے تمام اعضاء کو اچھے انداز میں دھویا جائے اور پانی کم سے کم بہایا جائے)[٦٧]۔

- وسوسہ کے علاوہ ایک دوسری پریشانی یہ ہے کہ پانی کے استعمال میں اسراف سے کام لیا جاتا ہے، خاص طور سے وضو اور غسل کے دوران۔ حالانکہ پانی اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اور پانی استعمال کرنے میں اسراف سے کام لینا بھی شیطان کا عمل

---

[٦٦] سنن النسائی:۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر:۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/۹۴، حدیث نمبر:۱۱۰۴

[٦٧] سنن النسائی:۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر:۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/۹۴، حدیث نمبر:۱۱۰۴

ہے۔امام احمد کہتے ہیں:(یہ بات -سلف کے درمیان- مشہور تھی کہ انسان کی فقاہت میں کمی کا نتیجہ ہے کہ وہ پانی کے استعمال میں اسراف سے کام لے)[(۶۸)]۔معلوم ہوا کہ شیطان جس بات کا وسوسہ ڈالے ، اس میں اس کی مخالفت کرنا اور ساتھ ہی اس سے اللہ کی پناہ طلب کرنا اس بیماری سے نجات پانے کا بنیادی علاج ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ ﴾ [سورة فصلت:٣٦].

ترجمہ: اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو یقیناً وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

- جب بھی ہمیں شیطانی وسوسہ کا احساس ہو اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو ہمیں معوذات، صبح وشام کے اذکار، آیۃ الکرسی، سورہ بقرۃ، اس کی آخری آیتیں اور دیگر وہ دعائیں پڑھنی چاہیئے جن کی تعلیم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔کیوں کہ شیطان اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے، اللہ نے ہمیں بہت بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن ہم ان سے غافل ہیں، جب ہم ان نعمتوں سے غفلت برتتے ہیں تو اس طرح کے شر وفتن اور مصائب وآلام سے ہمیں دوچار ہونا پڑتا ہے۔

---

(۶۸) سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

- شیطانی وساوس سے محفوظ رہنے کے لئے یہ بھی ایک مفید نسخہ ہے کہ انسان ہمیشہ پاک صاف اور بالفاظ دیگر ہر وقت باوضو رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: (ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اذان دی ہو اور دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے حدث لاحق ہوا ہو اور میں نے اسی وقت وضو نہ کر لیا ہو)[۶۹]۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء کی رات جنت کی سیر کرائی گئی تو آپ نے وہاں حضرت بلال کے جوتے کی چاپ سنی، کیا ہی عظیم مرتبہ ہے جس سے حضرت بلال سرفراز ہوئے!
- بلاضرورت بولنے سے باز رہنا، بدنگاہی سے پرہیز کرنا، بسیار خوری سے اجتناب کرنا اور لوگوں کے ساتھ گھلنے ملنے سے گریز کرنا، یہ سارے ایسے امور ہیں جن سے شیطانی وساوس کا مقابلہ کرنے میں تعاون ملتا ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: " علی! نظر کے بعد نظر نہ اٹھاؤ، کیونکہ تمہارے لیے پہلی نظر (معاف) ہے اور دوسری (معاف) نہیں ہے "[۷۰]۔

یہی حکم تمام مرد و عورت کو بھی دیا گیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ﴾ [سورة النور: ۳۰].

---

[۶۹] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۷۰] سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

نیز فرمایا:﴿ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ ﴾ [سورة النور: ۳۱].

ترجمہ: مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

کسی سلف کا قول ہے کہ:" نظر ایک ایسا زہریلا تیر ہے جو دل کو چھلنی کر دیتا ہے "[۷۱]۔

- ذکر الٰہی کے علاوہ کسی اور بات میں بکثرت لگے رہنا بعض دفعہ انسان کو کبیرہ گناہوں کا شکار کر دیتا ہے جیسے کذب بیانی، غیبت اور جھوٹی گواہی۔ اگر ان گناہوں میں نہ بھی پڑے تو یوں بھی بسیار گوئی بے سود لغویات میں سے ہے! اسی لئے اللہ نے جب دنیا وآخرت میں کامیاب ہونے والے مومنوں کی تعریف کی تو ان کی ایک صفت یہ بتائی:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝٢ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣﴾ [سورۃ المؤمنون:۱-۳].

ترجمہ: یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

قدیم زمانے میں عرب کہتے تھے کہ:(جو زیادہ بولتا ہے وہ غلطی بھی زیادہ کرتا ہے)۔ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو زبان کی سنگینی سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:(اسے -

---

[۷۱] سنن النسائی:۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

یعنی زبان کو-اپنے قابو میں رکھو، میں نے-معاذ بن جبل نے-کہا: اللہ کے نبی! کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے، معاذ! لوگ اپنی زبانوں کے بڑبڑ ہی کی وجہ سے تو اوندھے منہ یا نتھنوں کے بل جہنم میں ڈالے جائیں گے؟"(۷۲)۔

- بسیار خوری بھی بسا اوقات انسان کو اطاعت وعبادت سے عاجز کر دیتی ہے، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا: " کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے "(۷۳)۔
- رہی بات میانہ روی کے ساتھ لوگوں سے گھل مل کر رہنے کی تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ شریعت میں مطلوب ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ مومن جو لوگوں سے گھل مل کر رہتا اور ان کی اذیت پر صبر کرتا ہے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو لوگوں سے گھل مل کر نہیں رہتا اور نہ ان کی اذیت پر

---

(۷۲) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

(۷۳) سنن النسائی: ۴/ ۳۸۴، کتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/ ۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

صبر کرتا ہے"[۷۴]۔ لیکن یہ میل ملاپ جب حد سے بڑھ جائے تو معاملہ لغویات، غفلت پسندی اور لوگوں کی عزت وناموس پر کیچڑ اچھالنے تک پہنچ جاتا ہے! لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے کے سلسلے میں ابن قیم لکھتے ہیں: "لوگوں سے میل ملاپ رکھنے کی چار قسمیں ہیں: پہلی قسم جو اس غذا کی طرح ہے جس سے شب وروز بے نیازی نہیں برتی جا سکتی (...یہ علماء اور نیک لوگوں کی صحبت ہے جن کی زبان سے صرف چیدہ قسم کی اچھی باتیں ہی نکلتی ہیں)۔ میل ملاپ کی دوسری قسم وہ ہے جو دوا کی طرح ہے (جو بقدر ضرورت لی جاتی ہے) اس سے مراد معاشی مسائل میں دنیاوالوں کے ساتھ میل جول رکھنا ہے۔ میل ملاپ کی تیسری قسم بیماری کی طرح ہے، جو دین کے معاملہ میں آپ کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ میل ملاپ کی چوتھی قسم وہ ہے جو ہلاکت وبربادی کی مانند ہے، اس سے مراد گمراہ اور بدعتی لوگوں کی صحبت ہے"[۷۵]۔

---

[۷۴] سنن النسائی: ۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

[۷۵] سنن النسائی: ۴/۳۸۴، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۸۴۱، یہ حدیث صحیح ہے، دیکھیں: سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۳/۹۴، حدیث نمبر: ۱۱۰۴

فہرست

صفحہ	موضوع
۳	**مقدمہ**
۶	**سورۃ الاخلاص:**
۶	فضیلت
۹	اہمیت
۱۰	وجہ تسمیہ
۱۱	سبب نزول
۱۱	اللہ عزوجل کی وحدانیت
۱۲	لفظ جلالہ (اللہ) کا ذکر بار بار کیوں آیا ہے؟
۱۳	صرف ایک اللہ سے دعا کرنا جو اپنے فیصلے میں منفرد ہے
۱۶	اللہ کی ذات سے اولاد کی نفی
۱۹	اللہ عزیز وبرتر کی وحدانیت کے دلائل
۲۱	اللہ عزوجل کی ذات سے مشابہت اور مماثلت کی نفی
۲۳	**سورۃ الفلق:**
۲۳	جادو اور نظر بد کو دور کرنے سے متعلق سورۃ الفلق کی فضیلت

جادو اور جادگروں کا سہارا لینے کی وجہ	۲۸
جادو کا علاج	۲۸
لوگوں کو تحفظ کی ضرورت	۲۹
سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے تیئں نبی ﷺ کا ادب	۳۰
صبح کے رب کی پناہ طلب کرنا	۳۲
سورۃ الناس کا آغاز کلمہ (قل) سے کیوں کیا گیا ہے اور اس کی ابتداء فعل (أعوذ) سے ہی ڈائرکٹ کیوں نہیں کیا گیا؟	۳۳
فلق کا معنی	۳۴
معوذات پڑھتے وقت بہت سے لوگوں کو کس پریشانی کا سامنا ہوتا ہے؟	۳۶
صحیح فائدہ کیسے حاصل کرسکتے ہیں؟	۳۷
اندھیری رات کی تاریکی سے پناہ مانگنا جب وہ ہر سو پھیل جائے	۴۰
رات کے وقت شر و فتن کا پھیلنا	۴۱
رات کے شر و فتن سے محفوظ رہنے کے لئے نبی ﷺ کی ہدایات و رہنمائیاں	۴۱
نبی کریم ﷺ کی رہنمائیوں پر اعتراض کرنے والوں کی تردید	۴۵
گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ طلب کرنا	۴۷
حسد کرنے کی ممانعت	۴۸

حسد کی حقیقت اور اس کی خطرناکی	۴۹
اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندوں کی حمایت ونگرانی کرتا ہے	۵۱
ان لوگوں کی تردید جو یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول ﷺ پر بھی جادو کیا گیا تھا	۵۴
معوذات کے نزول کا پس منظر اور اس کی حکمت	۵۶
معوذات پڑھنے کا طریقہ	۵۸
سورۃ الناس:	۶۳
بنی نوع انسانی سے شیطان کی عداوت ودشمنی	۶۴
اللہ کی تین صفات کے ذریعہ پناہ طلب کرنا	۶۵
ابلیس اور اس کے کارندوں سے پناہ طلب کرنا	۶۷
انسان کو وسوسہ کا شکار بنانے کے لئے شیطان کے حربے	۶۹
وسوسہ اندازی کے شیطانی مراحل	۷۳
نماز اور طہارت وپاکیزگی میں وسوسہ	۷۷
شریعت میں اعتدال ومیانہ روی کا راستہ	۷۸
شیطانی وسوسہ سے کیسے نجات پائیں؟	۸۵
فہرست	۹۲

افـــــادات